إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاماً محموداً

غلام احمد قادیانی

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار

فی پرچہ ۲ قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت پیشگی سالانہ للعہ
ششماہی للعہ
سہ ماہی ۶
ترسیل زر محض بنام مینیجر الفضل

جماعت احمدیہ کا مسلّمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴	مطابق ۹ ذی الحجہ ۱۳۴۵ھ	یوم جمعہ	مورخہ ۱۰ جون ۱۹۲۷ء	نمبر ۹۷

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کو پیچش سے تکلیف ہے۔ احباب دعا فرماتے رہیں۔ کہ خدا تعالیٰ حضور کو ہمیشہ صحت و عافیت سے رکھے۔

شہنشاہ معظم کے یوم ولادت کی تقریب پر تمام دفاتر اور مدارس بند رہے۔

خان ذوالفقار علی خان صاحب جو لاہور میں امداد مظلومین اور بعض دیگر کاموں کیلئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مقیم تھے۔ ۵ جون کو قادیان تشریف لائے اور دوسرے دن پھر واپس لوٹ گئے۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری علاقہ سرگودھا شاہ پور کے لئے مبلغ مقرر کئے گئے ہیں۔ علاقہ کے سکرٹری صاحبان اور بارسوخ احمدیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ مولوی صاحب کی ہر ممکن مدد فرمائیں۔

انجمن حمایت اسلام ہیڈ ماسٹر کی اسامی پر انجمن ترقی اسلام قادیان نے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد بدوملہوی کو بتاریخ ۶ مئی ہیڈ ماسٹر مقرر کیا۔

ناظرین کو عید اضحٰے مبارک۔ ہلال عید یکم جون کی شام کو دیکھا گیا اس لحاظ سے عید بروز جمعہ ۱۰ جون کو ہو گی۔ اگلا پرچہ عید کے بعد ۱۴ جون کو شائع ہو گا انشاء اللہ

ناظر صاحب بیت المال کی درخواست

ناظر صاحب بیت المال تمام احمدی احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ قربانی کی کھالوں کی قیمت اور عید فنڈ کا روپیہ جلد سے جلد قادیان بھیجنے کی کوشش کریں۔

ناظر صاحب بیت المال کی اس درخواست کی طرف احباب کو پوری پوری توجہ مبذول فرمانی چاہیئے۔

اخبار احمدیہ

صیغہ ترقی اسلام کا لٹریچر

صیغہ ترقی اسلام سے جو رسائل اور مضامین بصورت اشتہار یا ٹریکٹ شائع ہو رہے ہیں۔ ان کے متعلق سخت تاکید سے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں عین ضرورت کے وقت اور احتیاط سے استعمال کیا جائے۔ یہ رسائل آپ کے پاس اس لئے روانہ کئے جاتے ہیں۔ کہ آپ ان کے ذریعہ سے غیر احمدی احباب کو صیغہ ترقی اسلام کا ممبر بنائیں۔ اور مقامی انجمنیں قائم کی جائیں۔ جن کے ذریعہ سے شدھی اور سنگھٹن اور دیگر ہندو اور عیسائی تحریکات کا مقابلہ کیا جائے۔ ان رسائل کی تعداد بالکل تھوڑی ہے۔ اور اس قلیل تعداد کے ذریعہ سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں کام کرنا ہے۔ اس لئے نہایت کفایت شعاری اور اسلامی ذرائع کی تنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ان رسائل کی کم سے کم تعداد سے زیادہ سے زیادہ کام لے کر مشکور فرمائیں۔ بالخصوص رسالہ "آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں"۔ نہایت کفایت شعاری سے استعمال کیا جائے اور صرف ان لوگوں کو دیا جائے۔ جو صیغہ ترقی اسلام کا ممبر بننا قبول کر کے فارم پر دستخط کر دیں۔ عام طور پر تقسیم نہ کیا جائے۔

(خاکسار۔ شیخ محمد سیال۔ ایم۔ اے۔ سکرٹری ترقی اسلام)

نظارت بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نہایت ضروری اعلان

بعض احباب یا بعض جماعتیں چندہ وصیت (حصہ آمد) کو چندہ عام میں شامل کر کے بھیج دیتے ہیں۔ ایسی رقوم موصیوں کے کھاتہ جات میں درج نہیں کی جا سکتیں۔ بلکہ ان کے نام پر بقایا نکالے جاتے ہیں۔ اور جب ان سے بقایا کا مطالبہ ہوتا ہے۔ تب وہ لکھتے ہیں۔ کہ یہ رقم چندہ عام میں شامل ہے۔ لہذا میں تمام احباب کو اور جماعتوں کے ذمہ دار کارکنوں کو اس اعلان کے ذریعہ سے مطلع کرتا ہوں۔

(۱) کہ چندہ عام اور ہے۔ اور چندہ وصیت اور ہے۔ یعنی چندہ عام کا چندہ وصیت سے کوئی تعلق نہیں۔ میں ذیل میں چندہ وصیت کی تشریح کر دینا ہوں۔ تا آئندہ مغالطہ نہ ہو۔

(۲) چندہ وصیت کی تفصیل یہ ہے کہ حصہ آمد۔ حصہ جائداد شرط اوّل۔ محصلات۔ اعلان وصیت۔

(۳) حصہ آمد کی تشریح } وہ موصی احباب جن کا گذارہ آمد پر ہو۔ کیونکہ بموجب معاہدہ زندگی میں اپنی آمدنی کا کم از کم دسواں حصہ یا زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ بطور چندہ کے دیتے ہیں۔

(۴) حصہ جائداد } وہ موصی احباب جن کا گذارہ جائداد پر ہوتا ہے۔ یا وہ عورتیں جن کی جائداد زیور اور مہر ہوتا ہے۔ وہ اپنے حصہ موعودہ کو اپنی زندگی میں پورا کرنے کے لئے روپیہ بھیجتے ہیں۔

(۵) شرط اوّل } یہ وہ رقم ہے۔ جو ہر ایک موصی کو سرٹیفکیٹ ملنے سے قبل یعنی وصیت نامہ بھیجتے ہی اپنی حیثیت اور اخلاص کے مطابق بموجب فرمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زندگی بھر میں صرف ایک ہی دفعہ اخراجات سڑک بہشتی مقبرہ وغیرہ کے لئے دینی پڑتی ہیں۔

(۶) محصلات } وہ موصی احباب جو صاحب جائداد ہیں اور وہ حسب منشاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۲۹ر جنوری ۱۹۰۶ء اپنی زندگی میں اپنی وصیت کو پورا کرنے کی غرض سے اپنی زمینوں کا ہبہ بنام صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دیتے ہیں ایسی اراضیات کی آمد یا ایسے مکانات یا مکانات کی آمدنی کرایہ وغیرہ محصلات کہلاتی ہیں۔

(۷) اعلان وصیت } یہ وہ رقم ہے جو موصی اپنی وصیت کو کم از کم دو اخباروں میں مشتہر کرانے کی غرض سے بھیجتے ہیں۔

(محمد سرور شاہ سکرٹری مجلس کار پرداز مصالح مقبرہ بہشتی قادیان)

تحریک توسیع مقبرہ بہشتی

نظارت مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ۳ر مئی ۱۹۲۷ء کے الفضل میں توسیع مقبرہ بہشتی کی تحریک شائع کی۔ اور ۳۰ر جون ۱۹۲۷ء تک دس ہزار کی رقم کو پورا کر دینے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے ماسوا احباب جماعت مقامی کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خود بھی اور خاندان نبوت نے بھی اس میں حصہ لیا۔ اس تحریک میں شامل ہونے والوں کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ ۔ ۔ ۔ ۔ سعہ ر

(۲) حضرت ام المومنین صاحبہ ۔ ۔ عسہ ر

(۳) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے عسہ ر

(۴) حضرت مرزا شریف احمد صاحب صہ ر

(۵) نواب عبداللہ خان صاحب عسہ ر

(۶) جناب ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب عسہ ر

(۷) از خانہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض للعہ ر

(۸) جناب پیر منظور محمد صاحب ۔ عسہ ر

(۹) جناب حکیم محمد عمر صاحب ۔ عسہ ر

(۱۰) جناب خانصاحب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر اعلےٰ عسہ ر

(۱۱) مرزا برکت علی صاحب ۔ صہ ر

(۱۲) میاں احمد الدین صاحب زرگر قادیان صہ ر

(۱۳) عبد الواحد صاحب ٹھیکیدار بھٹہ ۔ صہ ر

(۱۴) شیخ غلام احمد صاحب واعظ ۔ صہ ر

(۱۵) چودھری علی محمد صاحب ۔ صہ ر

(۱۶) جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق صہ ر

(۱۷) بھائی خیر محمد صاحب تاجر صہ ر

(۱۸) مستری گوہر الدین صاحب نجار صہ ر

(۱۹) مولوی عمر الدین صاحب صریح ۔ صہ ر

(۲۰) سید محمد افضل شاہ صاحب معہ اہلیہ سے ر

(۲۱) مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی ۔ صہ ر

(۲۲) مختلف احباب جنہوں نے للعہ ۔ عہ ۔ یا عہ ۔ عم دیا۔ ان کی مجموعی تعداد ۔ ۔ ۔ } ماسے ر

میزان کل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۱ا عسہ ۲۵

گویا اس تحریک کے آٹھویں حصہ کی رقم کو قادیان کی جماعت نے پورا کر دیا ہے۔ اگر باقی جماعتیں بھی اس نمونہ کی تقلید فرمادیں تو یہ دس ہزار کی قلیل رقم بہت جلد پوری ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "ہر ایک نیکی کی راہ اختیار کرو۔ نہ معلوم تم کس راہ سے قبول کئے جاؤ"۔ چنانچہ یہ ایک ایسا نیک کام ہے۔ جس پر خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں عمل کر کے نمونہ دکھا دیا۔ اور بہشتی مقبرہ کی موجودہ زمین جو کہ آپ کی ملکیت تھی۔ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کر دی احباب کو چاہیئے۔ کہ حضور کے اس اسوہ حسنہ کی اتباع میں کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبوبیت کا راز مضمر ہے۔ ایثار و قربانی کا خاص نمونہ دکھائیں۔ کہ تا مقررہ میعاد کے اندر یہ رقم فراہم ہو سکے۔ اور توسیع کا جو سوال در پیش ہے۔ خاطر خواہ حل ہو جائے۔ والسلام

(خادم محمد الدین ملتانی سکرٹری بہشتی مقبرہ و مال از کل جماعت احمدیہ قادیان)

رویت ہلال

یہاں ذی الحجہ کا ہلال یکم جون کی شام کو دیکھا گیا۔ اس لئے عید اضحیٰ ۱۰ر جون کو ہوگی۔

(خاکسار۔ فرزند علی عفی اللہ عنہ راولپنڈی)

درخواست دُعا

میرے بعض خدمات کے صلہ میں ایک خاص انعام کی سفارش حکام بالا کو گئی ہوئی ہے۔ اس کے متعلق احباب دعا فرمادیں۔

(خاکسار۔ فرزند علی عفی اللہ عنہ راولپنڈی)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے۔ احمدی احباب لڑکے کی صحت اور عمر کے لئے دعا کریں۔ (رفیع الدین منشی فاضل آف جہاندریاں)

مجھے ۸ر مئی ۱۹۲۷ء کو خداوند کریم نے لڑکا عطا کیا ہے۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے مبارک احمد تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں۔ مولا کریم مولود کو نیک اور صالح اور خادم دین بنائے میں اس بچہ کو خدا کے لئے اور خدمت اسلام کی خاطر وقف کیا ہے۔

خاکسار

(محمد الدین مدرس و سکرٹری جماعت احمدیہ تہال)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۲۷ء

مسلمانوں کو نگل جانے کی تیاریاں

کیا مسلمان اپنے بچاؤ کی کوشش نہ کرینگے

مسلمانوں میں جب یہ تحریک کی جاتی ہے۔ کہ وہ کھانے پینے کی چیزیں ہندوؤں سے نہ خریدیں۔ اور اس طرح اپنی مالی اور اقتصادی حالت درست کرنے کی کوشش کریں۔ جو نہایت ہی خطرناک طور پر زوال پذیر اور کمزور ہو چکی ہے۔ تو ہندوؤں کی طرف سے کہا جاتا ہے۔ یہ ہندو مسلمانوں میں فتنہ و فساد پیدا کرنے اور ملک کا امن برباد کرنے کی کوشش ہے۔ لیکن جب ہندوؤں کی طرف سے یہی سلوک مسلمانوں کے ساتھ کیا جائے۔ تو پھر ان کے نزدیک کسی قسم کی بدامنی اور فساد نہیں پیدا ہوتا۔ یہ منطق شاید ہی کسی کی سمجھ میں آئے لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ دیکھئے۔ کہ ہندو اپنے روپیہ اور اثر کے زور سے سالہا سال سے اس بات کی باقاعدہ اور منظم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمان اپنا پیٹ پالنے کے لئے جو چھوٹی موٹی تجارتیں کر رہے ہیں۔ اور جو معمولی پیشے انہوں نے اختیار کر رکھے ہیں۔ وہ بھی ان سے چھین لیں۔ چمڑے کی تجارت اور جوتوں کا کاروبار ایسا ہے۔ جسے ہندو اپنے مذہبی احکام کی وجہ سے اپنے لئے جائز نہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب ہر جگہ اس پر قابض ہو چکے ہیں اور مزید قبضہ حاصل کرنے کے لئے نہایت سرگرمی کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح اور کئی تجارتی کام محض اس نیت اور ارادہ سے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو ان سے محروم کر کے قلاش بنا دیا جائے۔ اس وقت تک اس قسم کی سعی خموشی کے ساتھ عمل میں لائی جا رہی تھی۔ لیکن اب جبکہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کے تمام خطرناک ارادے عیاں ہو گئے ہیں۔ اور ہندوؤں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ مسلمان اپنی غربت اور فلاکت کی وجہ سے ان کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں رہے۔ انہوں نے کھلم کھلا مسلمانوں کے بائیکاٹ کی تحریک شروع کر دی ہے۔ اور جو چھوٹی موٹی چیزیں مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں۔ وہ بھی چھین لینے کا اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہندوؤں کے ایک کثیر الاشاعت اخبار "گرو گھنٹال" نے اپنے ۲۳ مئی کے پرچہ میں ہندوؤں کو حسب ذیل مشورے دیئے ہیں۔

"(۱) لاہور میں ہندو سبزی اور پھل فروشوں کی دکانیں بہت کم ہیں۔ ان میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ ہر ایک ہندو ان ہندو دکانداروں کی حوصلہ افزائی کرے۔ (۲) کوئی ہندو آئندہ کسی مسلمان قصائی سے گوشت لیکر نہ کھائے۔ جو ہندو گوشت کھاتے ہیں۔ وہ جھٹکا استعمال کریں۔ (۳) لاہور میں ایک نہیں بلکہ کئی مسلمان جوتوں کی دکانیں ہندوؤں کی بدولت چل رہی ہیں۔ اور ایک دکان نے تو بہت ہی فائدہ اٹھایا ہے۔ ہندوؤں کو چاہیئے۔ کہ ہندو جوتے والوں کی سرپرستی کریں۔ (۴) گذشتہ فساد کے سلسلہ میں لاہور کے مسلمان ٹانگہ والوں کے متعلق عام شکایت سنی گئی ہے۔ اسلئے ضرورت ہے۔ کہ لاہور میں ٹانگہ چلانے والے ہندو بکثرت بھرتی کئے جائیں (۵) لاہور کے ہندوؤں کو جو دودھ ملتا ہے۔ وہ عام طور پر مسلمان گوجروں کے گھروں سے آتا ہے۔ اور اس سلسلہ میں لاہور کے ہندوؤں کو کئی شکایات ہیں۔ ہندوؤں کو دودھ کی بہم رسانی کے لئے بھی کوئی مناسب انتظام سوچنا چاہیئے۔"

یہ باتیں مشورہ تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کی ہندو سبھا نے ان تجاویز پر عمل درآمد کرنے کے لئے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ اور بہت جلدی ایسی صورت پیدا ہو جائے گی کہ ہندو اپنے روپیہ اور اپنے رسوخ سے کام لیکر مسلمانوں کو ان چھوٹی موٹی تجارتوں سے بھی محروم کر دیں گے۔

ان حالات میں مسلمانوں کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ وہ کب تک خواب غفلت میں پڑے رہیں گے۔ اور کب انہیں ہوش آئیگا۔ ہندو بائیکاٹ کا الزام مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔ اور بدامنی پیدا کرنے والے قرار دیتے ہیں۔ لیکن خود نہایت سرگرمی کے ساتھ مسلمانوں کے مکمل بائیکاٹ پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ اور باوجود اس کے امن پسند ہونے کے مدعی ہیں۔

اس وقت تک مسلمانوں کو ہر رنگ اور ہر طریق سے یہ بات سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ وہ تجارتی پہلو میں ترقی کرنے کی کوشش کریں۔ اور کھانے پینے کی ایسی چیزیں قطعاً ہندوؤں سے نہ خریدیں۔ جو ہندو مسلمانوں سے نہیں خریدتے لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس بارے میں مسلمانوں کی غیرت اور حمیت کے احساسات کو بیدار کرنے میں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ ادھر ہندو روز بروز ان اشیاء کی فہرست میں اضافہ کر رہے ہیں۔ جن کا مسلمانوں سے خریدنا پاپ سمجھتے ہیں۔ اب اگر مسلمانوں کی طرف یہ بے حسی اور ہندوؤں کی طرف سے یہ سرگرمی جاری رہی۔ تو خیال کر لیجئے۔ نتیجہ کیا ہوگا۔ پس مسلمانوں کو آنکھیں کھول کر حالات کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور اپنی بربادی کا موجب آپ نہیں بننا چاہیئے۔ فی الحال ہندوؤں سے وہ چیزیں خریدنی تو قطعاً ترک کر دینی چاہئیں۔ جو ہندو مسلمانوں سے نہیں خریدتے۔ اور اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کہ ہندو جس جس چیز کا مسلمانوں سے لینا ترک کرتے جائیں۔ مسلمان بھی وہ چیز ہندوؤں سے نہ خریدیں۔ مگر اس میں کامیابی اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ مسلمان ہر قسم کی تجارت کو اپنے ہاتھ میں لینے اور سرگرمی کے ساتھ اس کو ترقی دینے کی کوشش کریں۔ مسلمان تاجروں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ عمدہ مال مہیا کریں۔ مناسب منافع پر فروخت کریں۔ خوش خلقی اور شیریں کلامی سے کام لیں۔ اور خریدنے والوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ ہر حال میں مسلمان دکانداروں کو ترجیح دیں۔ اگر انہیں ناکام بنانے کیلئے ہندو کبھی کسی قسم کی رعایت کا لالچ دیں۔ تو اسے قطعاً رد کر دیا جا۔

مسلمانوں کو یہ باتیں دل کے کانوں سے سننی چاہئیں اور عمدگی کے ساتھ ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ ورنہ یاد رکھیں۔ وہ قوم جو اس وقت تک ان کا بہت سا خون چوس چکی ہے۔ اب انہیں بالکل نگل جانے پر آمادہ ہو چکی ہے۔ اگر وہ نہ سمجھیں گے۔ تو یقیناً تھوڑے ہی عرصہ میں اس کے منہ میں ہونگے۔

ستیارتھ پرکاش میں قربانی گائے کا تذکرہ

زمیندار یکم ۲ میں ایک نامہ نگار بیان کرتا ہے۔

"۱۸۷۵ء میں جو ستیارتھ پرکاش شائع ہوئی تھی۔ اس میں ۱۲ سمولاس ہیں اور اس میں کہیں گومیدھ یگ یعنی گائے کی قربانی کا بھی تذکرہ ہے۔ لیکن بعد میں تھوڑے سے یہ کہکر اسکو منسوخ کر دیا۔ کہ سناتن دھرمی پنڈتوں نے عداوۃً غلط ترجمہ کر دیا ہے"۔ امید ہے۔ آریہ صاحبان اسے گہری دلچسپی سے پڑھیں گے۔

مساوات اسلامی کی ادنیٰ سی جھلک

غیر مذاہب والے کیوں نہ جوق در جوق ویقہ اسلام اپنی گردنوں میں ہینیں۔ جبکہ تختۂ زمین پر اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو انسان کو تمام حقوق مساوات دیتا ہے۔ ارباب نخل سو شور برپا کریں۔ کہ اسلام ایسا۔ اسلام ویسا۔ مگر ان کی غوغا آرائی صداقت اسلام کے چمکتے دمکتے چہرہ پر پردہ نہیں ڈال سکتی۔ ہندوؤں نے شدھی شدھی کے شور سے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا ہے مگر اگر اس کی حقیقت پر غائر نگاہ تو کجا ایک سرسری نظر ہی ڈالی جائے تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ وہی "ڈھول کے پول" والا قصہ ہے۔ چنانچہ اس بیان کی تصدیق گورو گھنٹال (۲۳ مئی) کے مندرجہ ذیل بیان سے بھی ہوتی ہے۔ جو اس نے بحوالہ تیج شائع کیا:-

"تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر میں ایک بھنگی مسلمان ہو گیا۔ اس پر اسے مسلمانوں کے ساتھ کنوئیں پر پانی بھرنے کی کھلی اجازت ہو گئی۔ دوسرے بھنگیوں نے مطالبہ کیا۔ کہ انہیں بھی کنوئیں سے پانی بھرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ مگر بدھو ہندوؤں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس پر قریباً چالیس بھنگی مسلمان ہو گئے۔ اور اب برابر اسی کنوئیں سے پانی بھرتے ہیں۔ اس پر مسلمان اسلام کی فتح پر بغلیں بجا رہے ہیں اور ہندو اپنے بھوپن کا ڈھول پیٹ رہے ہیں۔ کہ انہوں نے دھرم بچا لیا"

اس سے ان لوگوں کو سبق سیکھنا چاہیئے۔ جو اپنی سادہ لوحی کے سبب ہندوؤں کے دام تزویر میں جو شدھی کے نام سے انہوں نے بچھایا پھنس جاتے ہیں۔ ہندو لاکھ منہ سے کہیں۔ کہ ہم تمہیں ہر قسم کے حقوق دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر یہ سب ہوائی قلعے کی مثال ہیں۔ نہ ان کے پاس کچھ ہے۔ اور نہ وہ کچھ کسی کو دے سکتے ہیں۔ یہ صرف اسلام ہی ہے۔ کہ وہ تمام حقوق مساوات انسانوں کو بخشتا ہے

خنزیر خانہ انبالہ

انجمن حمایت اسلام انبالہ نے اس خنزیر خانہ کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ جس کی سوروں کی پرورش کے لئے ایک ایسے مقام پر تعمیر کرنے کی اجازت حکومت ایک ہندو فرم کو دینے والی ہے۔ کہ جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے۔ گو ملک کی موجودہ فضا کے لحاظ سے یہ بات بھی قابل لحاظ ہے۔ کہ کہیں کسی وقت یہی امر ہندو مسلمانوں میں وجہ فساد نہ بن جائے۔ لیکن اس سے اغماض کرتے ہوئے ہم صرف حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کے نزدیک اگر کوئی شے سب سے زیادہ پلید اور سب سے زیادہ نجس ہے۔ تو وہ خنزیر ہے۔ بنابریں اسے چاہیئے۔ کہ وہ اپنی رعایا کے اس کمزور مگر وفادار طبقہ کے مذہب اور احساس کا لحاظ رکھتے ہوئے جو مذہباً کسی طور پر کسی کو مجبور نہیں کر سکتا مقام مجوزہ پر اس خنزیر خانہ کی تعمیر کے خیال کو ترک کر دے۔ اور اس کی جگہ کسی ایسے مقام کو تجویز کرے۔ کہ جس سے اس قسم کی شکایت پیدا نہ ہو سکے۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ حکومت ہماری عرضداشت کو شرف قبولیت بخش کر ہمیں شکر گذاری کا موقعہ دیگی۔

ذات پات کی لعنت کافور کرو

عنوان بالا کے ماتحت معاصر تیج (۲ جون) بیشمار قصہ بحیات کے درمیان بحوالہ نیشنل ہیرلڈ لکھتا ہے:-

"ذات پات کا طریق خواہ آغاز میں اس کے اسباب اور وجوہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں امتداد زمانہ سے ایک بھاری لعنت اور کلنگ بن گیا ہے۔ . . . . اگر کوئی ایسی خرابی ہے۔ جو ہندو دھرم کو ورطۂ ہلاکت میں گرفتار کراتی ہے۔ تو وہ ہندوؤں کی دینی نااہلیت اور نا قابلیت ہی ہے۔ جو انہیں دور حاضرہ کے تبدیل شدہ حالات کے مطابق اپنا زاویہ نگاہ نہیں بنانے دیتی. . . . . . اگر ہندو اپنے اندر کی روز افزوں خرابیوں کی نشوونما کو نہیں روک سکتے۔ تو ہندو سبھاؤں کی شدھی اور سنگھٹن کا زوردار پروپیگنڈا خواہ وہ کتنا ہی جائز اور درست کیوں نہ ہو۔ ہندو دھرم کو تباہ ہونے سے نہیں بچا سکتا. . . . . ذات پات کے احمقانہ تعصبات کو جن کی مذموم خود بینی و خودستائی کے سوا اور کوئی بنیاد بھی نہیں ہے۔ خیر باد کہنا ضروری ہے"

ہندو دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب عالمگیر مذہب ہے مگر حال یہ ہے۔ کہ عالمگیر تو عالمگیر یہ ہندو گیر بھی نہیں ہے۔ پراچین زمانہ کی وہ یادگار جو منوجی کی تقسیم ورن کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔ اور جسے ہندو اپنے ہاں کی ایک مایۂ ناز شے سمجھتے چلے آئے ہیں۔ آج یہ کہکر دھتکاری جا رہی ہے:-

"وہ زمانہ جبکہ ہندو تقسیم اور تقسیم در تقسیم وغیرہ کرکے حتیٰ کہ بالکل حقیر جز تک تقسیم کرکے زندہ رہنے کی امید رکھ سکتے تھے جاتا رہا ہے" (تیج ۲ جون)

آج ہندوؤں میں کوئی رشی بھی نہیں آیا۔ کوئی منی بھی نہیں آیا۔ کوئی اوتار بھی نہیں آیا۔ کہ یہ سمجھ لیا جائے۔ اس کی طرف سے اس پر حکم تنسیخ چڑھا۔ پھر کیا ہے؟ اگر ہندو اپنے مذہبی مسائل اور قومی خصائص کو ایک ایک کرکے چھوڑتے چلے جاتے ہیں۔ اور انہیں ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ وہ ان میں اصلاح کریں۔ جو قولاً اگر نہیں تو فعلاً احکام اسلامی کی تائید ہے۔ اور اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آسمان کے نیچے اب دین خدا اگر کوئی ہے۔ تو اسلام ہے اور بس کیا ہندو اس کی طرف توجہ کرکے اور اس مذہب کے آگے سرنگوں ہو کر اپنے زیرک و فرزانہ ہونے کا ثبوت دینگے۔ کہ جس کی طرف وہ عملاً آ رہے ہیں۔ اور جس کے بغیر نہ ان کی شدھی اور نہ ان کا سنگھٹن کسی کام آ سکتا ہے؟

پیدائش گائے کا راز اور اس کا ناواجب اعزاز

معاصر اہلحدیث کے ایک نامہ نگار نے ۳ر جون کے پرچے میں عنوان "تناسخ چکر" کے ماتحت کس کس کرم سے کون کون جون ملتی ہے" کے مضمون کے متعلق بقید حوالہ مستند ہندو کتب ایک دلچسپ جدول شائع کی ہے۔ اس جدول کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ برہمن کو مارنے والے شخص کو کتے۔ سور۔ گدھے۔ اونٹ۔ گئو۔ بکرے۔ بھیڑ۔ ہرن۔ پرند۔ چنڈال کی جون ملتی ہے۔ اور اس کا حوالہ منوشاستر $\frac{12}{55}$ دیا ہے۔ اگر فی الواقع یہ درست ہے۔ تو کچھ نہیں آتی۔ کہ برہمن جیسی پوتر ہستی کو مارنے والا انسان جو کہ ایک نہایت ہی بھیانک فعل کا مرتکب ہوتا ہے گئو ماتا جیسا مقبول ہندوؤں وجود کیونکر بن سکتا ہے۔ سوال یہ ہے برہمن کے مارنیوالے شخص کو اگر گئو بنا ہی دیا جاتا ہے۔ جو سراسر ہندوؤں کے نزدیک ایک متبرک وجود ہوتا ہے۔ تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ برہمن کا مارنا گناہ نہیں۔ کیونکہ اگر گناہ ہوتا۔ تو اس کے مرتکب کی یہ سزا نہ ہوتی۔ کہ اسے اور بھی معزز بنا دیا جاتا

ہم کس طرف ہوں

ہندی مسیحیوں کے دلوں میں برمحل یہ سوال پیدا ہوا ہے "کہ ہم کس طرف ہوں" چنانچہ معاصر نور افشاں (۳ر جون) نے سوال مذکور کے متعلق اپنے برادران ہم کیش کو رائے زنی کا موقع دیا ہے۔ کہ وہ بتائیں۔ کہ ہمیں ہندوؤں کے ساتھ ہونا چاہیئے یا مسلمانوں کے ساتھ یا ان لوگوں سے الگ تھلگ رہنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سوال کے جواب میں خود ایڈیٹر صاحب نور افشاں لکھتے ہیں:- "ہم مسیحیوں کی نظر میں مسلمان ہندو آریہ صاحبان مساوی حیثیت و مرتبہ نہیں رکھتے اگرچہ ہمارے رہنماؤں میں سے ایک صاحب نے یہ بات ہمارے جواب میں کھلے الفاظ میں لکھدی تھی کہ ہمارے نزدیک مسلمان اور آریہ دونوں برابر ہیں۔ ہمیں کسی سے خدا واسطے کا بیر نہیں ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ بات سر تا پا غلط اور گمراہ کن ہے۔ جس نے اس بات کی گمراہی کو دیکھنا ہو۔ وہ مسیحیت کے متعلق قرآن و اسلام اور ستیارتھ پرکاش کا مقابلہ کر دیکھے لیکن اگر ہمیں مسیحیت سے انس و محبت ہوگی۔ تو ہمیں قرآن و اسلام اور مسلمانوں سے موافقت کرنا پڑیگی۔

سادہ لوح ہماتما

دنیا تو ترقی کر رہی ہے۔ لیکن گاندھی جی کی تحریک کھدر یوں ہی ملک میں ساری

دنیا کو ترقی معکوس کرانا چاہتی ہے۔ اور ایک ایسی زندگی سے پھر اس نقطۂ مخصوص پر لے جانا چاہتی ہے کہ جس پر سے مختلف تغیرات کے اثر سہتی ہوئی دنیا آگے بڑھی۔ کیسے کیسے عالی دماغ اس کی بیڈ میں آ گئے۔ اس کا خیال ابھی دور حاضرہ کی ان ہستیوں کے نزدیک روح فرسا ہے۔ جو دنیا کو تہذیب اور ترقی میں اور بھی آگے لے جانا چاہتی ہیں۔ گو گاندھی جی کی اس تحریک کو پیہم شکستیں ہوئیں۔ اور اس تحریک کے بڑے بڑے سرگرم کارکن توبہ نصوح کرتے ہوئے اس سے کنارہ کش ہو گئے۔ مگر ابھی تک بعض وجود ہیں۔ کہ اسی سے شغف رکھتے ہیں۔ چنانچہ یہ خبر اخباروں میں گشت لگا رہی ہے۔

"مہاراجہ صاحب میسور نہ صرف چرخہ کاتنے میں دلچسپی لیتے ہیں۔ بلکہ وہ خود بھی چرخہ کاتتے ہیں۔ (ریج ۲ رجون)

ایک والئے ریاست کا اپنے گرامی اوقات کا اس طرح خون کرنا واقعی غیر پسندیدہ فعل ہے۔ اے کاش مہاراجہ صاحب میسور اپنے اوقات کو بجائے چرخہ کاتنے کی لغویت کے امور ریاست کے اہتمام و انصرام میں خرچ کرنے کی کوشش کریں تو کیا ہی اچھا ہو۔ خدا نے سینکڑوں ہزاروں نفوس کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں دی ہے۔ ان کے لئے بدرجہا ضروری ہے۔ کہ وہ ان کے سود و بہبود پر وہ وقت خرچ کریں۔ جو چرخہ کاتنے میں صرف کرتے ہیں ؎

تیج کے دستر خوان پر سخت نوالہ

زمیندار کے "نکاہات" اور انقلاب کے "افکار و حوادث" کو دیکھ کر تیج کے منہ بھی رال ٹپک پڑی۔ اور اس نے بھی ہندو دھرم کے کریاکرم کا دستر خوان اپنی صفحات پر بچھا دیا۔ جناب گرصاحب نے شاید ابھی ابھی بھٹ سے سر نکالا ہے۔ جو اس طرح کی بے خبری کا اظہار کر رہے ہیں۔ یا پھر انا پ شناپ لکھنے کی دھت ہے یا تجاہل عارفانہ کی عادت۔ کہ اتنی جلدی لیکھرام کے انجام سے نا آشنا ہو گئے اوروں کو تو کہتے ہیں۔ لیکن نشان اسلامی کی جو حجت ان کے اپنے گھر میں قائم ہوئی ہے۔ اس پر نگاہ نہیں ڈالتے۔ کیا لیکھرام کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق مارا جانا اعجاز نبوتؐ کی بین دلیل نہیں ہے۔ ذرا دیدہ عبرت تو وا کرو۔ حقیقت بے نقاب ہو کر سامنے آ جائیگی۔ رہی بات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ کے مستجاب الدعوات ہونے کی۔ سو "ہاتھ کنگن کو آرسی کیا"۔ اگر کچھ سکت ہے۔ تو پہلے لیکھرام بنو۔ اور پھر آزما کے دیکھ لو۔ کہ اجابت دعا کا تیر اپنے ہدف پر ٹھیک بیٹھتا ہے یا نہیں

فدا کاران اسلام کیونکر تیار کئے جائیں

ہر چہار اکناف ہند سے غیر اسلامیوں نے جو یورش اسلام اور اسلامیوں پر کی ہے۔ وہ اپنی کم و کیفیت میں تزلزل برپا کر دینے والی ہے اور ہر اس دل کو پگھلا دینے والی ہے۔ جو درد آشنا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ نے اسی درد سے متاثر ہو کر بہت سا لٹریچر جو مسلمانوں کے سود و بہبود پر حاوی ہے۔ ان دنوں شائع کر دیا ہے۔ انہیں میں ایک ٹریکٹ "آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں" بھی ہے (جو صیغہ ترقی اسلام قادیان سے مل سکتا ہے) نظریہ حفاظت و صیانت مسلمانان ہند حضور نے اس میں چند ایسی تجویزیں پیش فرمائی ہیں۔ جو حالات حاضرہ میں مسلمانوں کے لئے بطور لائحہ عمل کے ہیں۔ مسلمان اگر ان پر یا ان میں سے بعض پر عمل پیرا ہونے کی کوشش شروع کر دیں۔ تو ابر سیاہ جو اپنی ہیبت کے ساتھ مسلمانوں کے سروں پر چھا رہا ہے۔ روئی کے گالوں کی طرح اڑ سکتا ہے۔ پیش کردہ تجاویز کے ضمن میں حضور نے یہ فرمایا ہے:-

"اگر آپ کو شوق تبلیغ ہے۔ اور آپ عربی کی تعلیم رکھتے ہیں۔ یا کم سے کم انٹرنس تک تعلیم یافتہ ہیں۔ تو ہم بڑی خوشی سے آپ کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تبلیغی کام کے لئے تین ماہ سے چھ ماہ تک کا عرصہ کافی ہوگا۔ اگر اتنے عرصہ کے لئے آپ فرصت نکال کر دینی تعلیم حاصل کر لیں۔ تو اس طرح آپ اپنے طور پر تبلیغ اسلام کے لئے بہت مفید ہو سکیں گے"

سینکڑوں ہزاروں اسلام کی خدمت کرنے والے مبلغ اگر تیار ہو جائیں تو اور کیا چاہیئے۔ اس میں دو یا تین یا چار سال کے لمبے عرصہ کی کوئی شرط نہیں۔ کہ "تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود" کا معاملہ ہو۔ صرف تین ماہ سے چھ ماہ تک کا عرصہ کافی ہے۔ اسلام اس وقت اغیار کی چیرہ دستیوں کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ محبان اسلام دین کو مقدم کرتے ہوئے دنیا کے تمام بندھنوں کو توڑ کر میدان عمل میں نکل کھڑے ہوں۔ اگر وہ پہلے تیار ہی نہیں تو اس قلیل عرصہ کے لئے فرصت نکال کر اپنے آپ کو تیار کر لیں ؎

سیواجی کی سہ صد سالہ یادگار

۳ رمئی وہ دن ہے۔ کہ جب طول و عرض ہند میں سیواجی کی سہ صد سالہ یادگار منائی گئی۔ برادران وطن کو سینکڑوں سالوں کے بعد جو اس کی سوجھی ہے۔ تو یہ خالی از علت نہیں۔ اور اگر دلچھمن داس) بندا بیر بیراگی اور مہارانہ پرتاب وغیرہم کی ان برسیوں پر بھی نگاہ ڈالی جائے۔ جن کے منانے کا خیال حال ہی میں ہندو صاحبان کو پیدا ہوا۔ تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے۔ کہ ان کے مجوزین کی غرض سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کو مسلمانوں اور دوسرے غیر ہندوؤں کے بر خلاف تشدد آمیز رویہ اختیار کرنے کے لئے ابھاریں۔ اور ایک جارحانہ روح ان میں پیدا کر کے ملک کے امن میں خلل انداز ہوں جیسا کہ اس اثر سے انجمن لاہور۔ بڑودہ اور سورت وغیرہ مقامات پر اس قسم کے جارحانہ مظاہرے بڑی شد و مد سے انہی تاریخ ہوئے بھی ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ ہندو صاحبان ان کی یادگاروں یا برسیوں کو نہ منائیں۔ اور نہ ہی ایسا کہنا مناسب ہے۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ اس تنفر و تحقیر کو ان کے ذریعہ پیدا نہ کریں۔ جو وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور جسے ایک حد تک انہوں نے پیدا کر بھی دیا۔ سب سے بڑھ کر ہمارا مخاطبہ مسلمانوں سے ہے۔ انہیں آنکھیں کھولنی چاہئیں اور دیکھنا چاہیئے۔ کہ ہندو ان پر تشدد کرنے کے لئے کیا کیا طریقے ایجاد کر رہے ہیں۔ صرف تشدد ہی نہیں۔ بلکہ ان کی ہستی کو ہی گم کرنا چاہتے ہیں۔ اینٹ کا جواب پتھر بہ تعلیم اسلامی کے مخالف ہے۔ ہاں ان جملہ کوششوں کا ایک ہی جواب ہونا چاہیئے اور وہ یہ کہ ان میں تبلیغ اسلام کی جائے۔ اور اسلام کی دلاویز صورت کا انہیں دل گرفتہ بنایا جائے ؎

مسلمان بچوں کے متعلق اشتہارات گمشدگی

آج کل مسلمان بچوں اور بعض حالات میں جوان بچوں کے گم ہونے کے اشتہارات اخبارات میں عام طور پر نظر آتے ہیں۔ انہیں دیکھ دیکھ کر اور اس حال زار کا تصور کر کے کہ جو گھروں کی رونق یوں گم ہو جانے سے خوشحال و چونچال اشخاص کا ہو جاتا ہے۔ واقعی طور پر دل میں ایک درد اٹھتا ہے۔ بچے خواہ کسی قوم کے ہوں۔ خواہ ان کا تعلق کسی ہی ملک سے ہو والدین کے لئے راحت اور خدا تعالے کی ایک نعمت ہوتے ہیں۔ اور ان کا ضائع یا گم ہو جانا سوہان روح سے کم ثابت نہیں ہوتا۔ گو بعض وقت قضائے ملک کا ایک یا دوسری وجہ سے تنگ دیر پذیر ہو جانا بھی بعض ایسے کندہ ناتراش اور ناترس وجود پیدا کر دیتا ہے۔ جو صرف اور صرف تشدد بیجا اور ایذا رسانی دلآزاری کے لئے بچوں کی چوری یا ان کا اغوا کرتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ موجودہ صورت حالات کے ماتحت مسلمان بچوں کی گمشدگی کی یہی وجہ ہو۔ مگر ماں باپ کی غفلت اور بے پرواہی بھی تو ایک وجہ اس کی ہو سکتی ہے۔ ماں باپ اگر غفلت نہ کریں۔ اور چوکس رہکر بچوں کی ہر طرح حفاظت کریں۔ تو نہ صرف وہ ان کو گم یا ضائع ہونے سے بچا سکیں گے۔ بلکہ ان کے اخلاق اور عادات کی نگہبانی بھی خاطر خواہ کر سکیں گے۔ مسلمانوں کو کہ ان کے وجود نہایت ہی قیمتی ہیں۔ علی الخصوص اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ کہ یہ زمانہ ان کے لئے پھونک پھونک کر قدم دھرنے کا ہے۔ اور عرصہ جہاں تو نہیں عرصہ ہندوستان ضرور ان کے لئے تنگ کیا جا رہا ہے۔ انہیں اپنے بچوں کی کما حقہ حفاظت و نگہبانی کرنی چاہیئے ؎

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھُوَ النَّاصِر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنیوالے کیا اب بھی بیدار نہ ہونگے؟

عیسائی اور آریہ جس طرح سالہا سال سے بانیٔ اسلام علیہ السلام فداہ نفسی وابی کے خلاف زہر اگلتے چلے آ رہے ہیں۔ اسے وہ لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ جو ان کی کتب کے پڑھنے کے عادی ہیں۔ وہ کتب اس قدر گندے الفاظ سے پُر ہیں۔ کہ ایک مسلمان کے لئے ان کا پڑھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ مسلمان ان کتب سے عام طور پر واقف نہیں ہوتے۔ انہیں یہ معلوم ہی نہیں ہوتا۔ کہ ان کتب کے مصنفین ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کس قسم کے خیالات کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے ان میں وہ بیداری بھی نہیں پیدا ہوتی جو قومی زندگی کیلئے ضروری ہے۔ وہ اپنی ذمہ داری سے غافل رہتے ہیں۔ اور اسلام کی خدمت اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کا خیال ایک دبی ہوئی چنگاری کی طرح ان کے سینوں میں مخفی رہتا ہے۔ اسی نقص کو دیکھ کر بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی کتب میں ان گالیوں کو نقل کر کے جو مسیحی اور آریہ مصنفین کی کتب میں ہمارے مقدس رسول کو دی گئی ہیں۔ مسلمانوں کو بیدار کرنا چاہا تھا لیکن افسوس کہ بعض انسانی فطرت کے ناواقفوں نے اس کا نام بے ادبی رکھا۔ اور اسکے خلاف شور مچایا۔ حالانکہ کفار کی گالیوں کو قرآن کریم بھی نقل کرتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے زیادہ رسول کریم صلعم کی عزت کی نگہداشت رکھنے والا اور کون ہوگا؟ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمان اس گہری عداوت کی رَو سے جو اندر ہی اندر مختلف مذاہب کے پیرؤں کے دلوں میں پیدا کی جا رہی تھی۔ ناواقف رہے۔ اور جبکہ دوسری اقوام اسلام کی دشمنی کے خیالات میں پل کر جوان ہو رہی تھیں۔ مسلمان غفلت کی نیند سو رہے تھے۔ اور انہیں معلوم نہ تھا۔ کہ دوسری اقوام کے دلوں میں ہماری نسبت کیا خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ ان فتنہ انگیز مصنفوں کی جرأت بھی اس غفلت سے بڑھتی گئی۔ اور آخر رنگیلا رسول۔ مسلمانوں کا خدا۔ اور ویچتر جیون جیسی کتب شائع ہونے لگیں۔ جو زبان درازی اور فحش کلامی میں پہلی کتب سے بھی سبقت لے گئیں۔ اگر مسلمان پہلے ہی ہوشیار ہو جاتے۔ اگر وہ پہلے ہی اس مرض کے علاج کی طرف توجہ کر لیتے۔ تو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر افسوس کہ علاج سے بے پرواہی کی گئی۔ اور باطل پرستی کی روح اور بھی دلیر ہو گئی۔ اور اس نے مذکورہ بالا کتب سے بھی بڑھ کر قدم مارا۔ پہلے تجربہ کی بناء پر یہ یقین کر لیا گیا۔ کہ مسلمان کا دل لوہے کا ہے۔ اس کا کلیجہ پتھر کا ہے۔ وہ ہر ایک حملہ کو برداشت کر سکتا ہے۔ اس کی غیرت قصۂ ماضی ہو چکی ہے۔ اور اس کا عزم حکایت گزشتگان بن چکا ہے۔ چنانچہ آج مجھے اس تازہ حملہ کو مسلمانوں کے سامنے رکھنے کا ناخوشگوار فعل ادا کرنا پڑا ہے۔ ممکن ہے بعض لوگ مجھے بھی گالیاں دیں۔ کہ میں نے دشمن کے اقوال نقل کر کے رسول کریم صلعم فداہ نفسی وابی کی ہتک کی ہے لیکن میں یہ جانتا ہوں۔ کہ گو یہ لوگ مجھے گالیاں ہی دیں لیکن ہر اک شخص جو رسول کریم صلعم کی محبت کا ایک ذرہ بھی دل میں رکھتا ہے۔ وہ اس حملہ کی حقیقت کو معلوم کر کے بیدار ہو جائے گا۔ پس میں اس ذلت کو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قیام کے لئے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کی خاطر برداشت کرنی پڑے۔ بخوشی قبول کرتا ہوں۔

یہ تازہ حملہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ایک مضمون کی صورت میں رسالہ ''ورتمان'' امرت سر میں شائع ہوا ہے۔ اس کا لکھنے والا کوئی دیوی شرن شرما ہے۔ جس نے ایک ڈرامہ کی صورت میں معراج نبوی کی نقل میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس میں محمدؐ کی بجائے مہامند بیان کیا ہے۔ اور حضرت عائشہؓ کا نام بگاڑ کر آشہ لکھا ہے۔ اور حضرت زینبؓ کا نام جینی۔ حضرت علیؓ کا نام مرتضیٰ سے بگاڑ کر مرتیو نجار کہ دیا ہے۔ مگر ان ناموں کے بگاڑنے سے بھی تمسخر مراد ہے۔ یہ کوشش مقصود نہیں۔ کہ مسلمان حقیقت کو نہ سمجھیں۔ اور ان کا دل نہ دکھے کیونکہ جو واقعات اس قصہ میں بیان ہیں۔ وہ سب کے سب اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ کہ ہر اک شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی گالیاں دی گئی ہیں۔ اور کوئی خیالی قصہ مذکور نہیں ہے۔

(اس مضمون میں مضمون نگار نے ناموس دوسرے بزرگان اسلام کے بانیٔ اسلام حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ دکھایا ہے۔ کہ نعوذ باللہ آپ جہنم کے گہرے گڑھے میں عذاب نار میں مبتلا ہیں۔ اور انکو بوجہ انکی شہوت رانی قرار دی ہے۔ رسالہ مذکورہ میں جن الفاظ میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ چونکہ پرلے درجے کے جانسوز اور جذبات کو انگیختہ کرنیوالے ہیں۔ اسلئے ہم نہیں چاہتے۔ کہ ان کو اخبار میں نقل کریں۔ گو نقل کفر کفر نباشد موجود ہے۔ مگر پھر بھی ہمارا دل گوارا نہیں کرتا کہ ہم ان کو یہاں نقل کریں۔ لہٰذا ہم ان کو بغیر نقل کئے کے چھوڑ دیتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

[illegible] ہر ایک انسان اس امر کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس قصے کے پردہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے واقعہ۔ حضرت عائشہؓ کے آپ کو مسواک چبا کر دینے کے واقعہ۔ اور حضرت زینبؓ کے نکاح کے واقعہ کی طرف اشارہ کر کے افترا اور جھوٹ کی نجاست پر منہ مار کر اور اصل واقعات کو بگاڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہا کو ایسی گندی گالیاں دی گئی ہیں۔ شاید ایک چوہڑا بھی اس قسم کی گالیاں دینے سے دریغ کرے گا۔ لیکن ان دشمنان اسلام کو آج ہماری ساری قوم کا اس قدر بھی پاس نہیں رہا جس قدر کہ ایک معمولی آدمی کے احساسات کا ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے مصنفوں میں اس قدر بھی شرافت نہیں رہی جس قدر کہ ایک چوہڑے میں ہوتی ہے۔ کیا اس سے زیادہ اسلام کے لئے کوئی اور مصیبت کا دن آسکتا ہے۔ کیا اس سے زیادہ ہماری بے کسی کوئی اور صورت اختیار کر سکتی ہے۔ کیا ہمارے ہمسائیوں کو یہ معلوم نہیں۔ کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ نفسی وابی کو اپنی ساری جان اور سارے دل کے پیار کرتے ہیں۔ اور ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ اس پاکبازوں کے سردار کی جوتیوں کی خاک پر بھی فدا ہے۔ اگر وہ اس امر سے واقف ہیں۔ تو پھر اس قسم کی تحریرات سے سوائے اس کے اور کیا غرض ہو سکتی ہے۔ کہ ہمارے دلوں کو زخمی کیا جائے۔ اور ہمارے سینوں کو چھیدا جائے۔ اور ہماری ذلت اور بے بسی کو نہایت بھیانک صورت میں ہماری آنکھوں کے سامنے لایا جائے۔ اور ہم پر ظاہر کیا جائے۔ کہ مسلمانوں کے احساسات کی ان لوگوں کو اس قدر بھی پرواہ نہیں۔ جس قدر کہ ایک امیر کبیر کو ایک ٹوٹی ہوئی جوتی کی ہوتی ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا مسلمانوں کو ستانے کے لئے ان لوگوں کو کوئی اور رستہ نہیں ملتا۔ ہماری جانیں حاضر ہیں۔ ہماری اولادوں کی جانیں حاضر ہیں جس قدر چاہیں ہمیں دکھ دے لیں۔ لیکن خدارا نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیکر آپ کی ہتک کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ نہ کریں۔ کہ اس ذات بابرکات

سے ہمیں اس قدر تعلق اور وابستگی ہے۔ کہ اس پر حملہ کرنے والوں سے ہم کبھی صلح نہیں کر سکتے۔ ہماری طرف سے بار بار کہا گیا ہے۔ اور میں پھر دوبارہ ان لوگوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ہماری جنگل کے درندوں اور بن کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے۔ لیکن ان لوگوں سے ہرگز نہیں ہو سکتی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والے ہیں۔ بے شک وہ قانون کی پناہ میں جو کچھ چاہیں کریں۔ اور چاہیں گورنمنٹ کے تازہ فیصلہ کی آڑ میں جسقدر چاہیں ہمارے رسول کریم صلی اللہ وسلم کو گالیاں دے لیں۔ لیکن وہ یاد رکھیں۔ کہ گورنمنٹ کے قانون سے بالا اور قانون بھی ہے۔ اور وہ خدا کا بنایا ہوا قانون فطرت ہے۔ وہ اپنی طاقت کی بنا پر گورنمنٹ کے قانون کی زد سے بچ سکتے ہیں لیکن قانون قدرت کی زد سے نہیں بچ سکتے اور قانون قدرت کا یہ اٹل اصل ہے۔ جس کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جسکی ذات سے ہمیں محبت ہوتی ہے۔ اسے برا بھلا کہنے کے بعد کوئی شخص ہم سے محبت اور صلح کی توقع نہیں رکھ سکتا اور اب جبکہ ہندو صاحبان کی طرف سے ہمارے رسول پاک کی اس قدر ہتک کی گئی ہے کہ جس کا وہم بھی آج سے پہلے ہمیں نہیں ہو سکتا تھا۔ اور جب کہ باقی قوم نے ان لوگوں کی ملامت نہیں کی۔ بلکہ ان کا ساتھ دیا ہے۔ تو اب ہندوؤں سے اس وقت تک صلح کی امید رکھنی اور محبت کی توقع رکھنا بالکل فضول اور عبث ہے۔ جب تک یہ لوگ اپنے افعال پر ندامت کا اظہار نہ کریں۔ میں انسانی فطرت کے اس ناپاک اظہار کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں۔ کہ ہم لوگ تو ہندو رشیوں اور ہندو بزرگوں کا ادب کرتے اور ان کا احترام کرتے اور انہیں خدا تعالیٰ کا برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن یہ لوگ ہمارے آقا اور سردار کے متعلق اس قسم کے گندے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ اور اس ناپاک فعل سے ذرہ بھی نہیں شرماتے۔ مگر میرے نزدیک اس میں ان کا قصور نہیں۔ وہ لوگ محسوس کرتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں اب غیرت نہیں رہی۔ وہ کبھی کبھی بیجا جوش تو دکھا بیٹھتے ہیں۔ لیکن غیرت جو مستقل عمل کو ابھارنے والی ہے۔ ان میں کم ہے۔ اس لئے وہ دلیر ہو رہے ہیں۔ اور وہی تدابیر اختیار کر رہے ہیں جو سپین میں مسیحیوں نے اختیار کی تھیں۔ اور وہ یہ تھیں۔ کہ جب انہوں نے ارادہ کر لیا۔ کہ سپین سے مسلمانوں کو نکال دیا جائے۔ تو انہوں نے اپنی قوم کو ابھارنے کے لئے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ بعض لوگ مساجد میں مسلمانوں کا لباس پہن کر چلے جاتے۔ اور جب مسلمان جمع ہو جاتے۔ تو ایک یا ایک سے زیادہ آدمی کھڑے ہو کر نے نقط گالیاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکالنے لگ جاتے۔ مسلمان ان کی تدابیر سے واقف نہ تھے۔ بعض جوشیلے نوجوان ان کو قتل کر دیتے۔ تو وہ سب ملک میں شور مچا دیتے۔ کہ دیکھو اس طرح ظالمانہ طور پر مسیحیوں کو مارا جاتا ہے۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سب قوم بیدار ہو گئی۔ اور اس میں ایک آگ بھڑک اٹھی۔ اور اس جوش سے فائدہ اٹھا کر مسیحی ریاستوں نے مسلمانوں کو جو پہلے ہی کمزور ہو رہے تھے۔ ملک سے نکال دیا۔ یہی تدبیر مذکورہ بالا قسم کی ہندو مصنفین استعمال کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اس قدر جوش دلانا چاہتے ہیں۔ کہ مسلمان آپے سے باہر ہو کر خونریزی پر اتر آئیں۔ اور اس طرح انہیں اپنی سازشوں میں مدد ملے۔ لیکن کیا مسلمان اس دھوکے میں آئیں گے۔ آخر سوامی شردہانند کے قتل سے اسلام کو کیا فائدہ ہوا۔ خونریزی ہرگز کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ وہ اخلاقی اور تمدنی طور پر قدم کو سخت نقصان پہنچاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو اس قسم کی تحریکوں سے ضرور واقف ہونا چاہئے۔ لیکن اپنے جوشوں کو دبا کر غیرت پیدا کرنی چاہئے۔ اور سوچنا چاہئے۔ کہ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس قدر شدید حملوں کی ہندوؤں کو جرات کیوں ہوئی ہے۔ اگر وہ اس امر پر غور کرینگے۔ تو انہیں معلوم ہو گا۔ کہ اس کا سبب صرف یہی ہے۔ کہ ان کے نزدیک مسلمان آپ کے ناخلف فرزند ہیں۔ پس وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی جرات نہیں۔ پس اگر مسلمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ ہندو قوم پر ثابت کر دیں۔ کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے قیام کے لئے ہر ایک قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر وہ اس امر کے لئے تیار ہوں۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس قسم کے حملوں کا دفعیہ صرف اور صرف تین طرح ہو سکتا ہے:۔

(۱) اپنی عملی حالت کی اصلاح سے۔ تاکہ ہمارے عمل کو دیکھکر ہر ایک دشمن اسلام یہ کہنے پر مجبور ہو۔ کہ جس استاد کے یہ شاگرد ہیں۔ اس کی زندگی کیا ہی شاندار اور مزکی ہو گی:۔

(۲) تبلیغ کے ذریعہ سے۔ تاکہ جو لوگ گالیاں دینے والے ہیں۔ ان کی تعداد خود بخود کم ہونے لگے۔ اور جو پہلے گالیاں دیتے تھے۔ اب درود پڑھنے لگیں۔ مکہ کے لوگوں کی گالیاں کس طرح دور ہوئیں۔ اسی طرح کہ وہ اسلام کو قبول کر کے درود بھیجنے لگے۔ پس اب بھی اس درد کا یہی علاج ہو سکتا ہے۔ اس تدبیر سے ہر ایک شریف الطبع تو اسلام کی خوبیوں کا شکار ہو جائے گا۔ اور شریر الطبع جن کو اپنی تعداد پر گھمنڈ ہے۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھکر خود ہی ان طریقوں سے باز آجائیں گے۔

(۳) تیسرا طریقہ یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی تمدنی حالت کو درست کیا جائے۔ ان ہندو مصنفین کو اس امر پر بھی گھمنڈ ہے۔ کہ ان کی قوم دولتمند ہے۔ اور گورنمنٹ میں اسے رسوخ حاصل ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ یہ بات سچی ہے۔ مگر اسکی وجہ خود مسلمانوں کی غفلت ہے۔ مسلمان جو کچھ کماتے ہیں اسے خرچ کر دیتے ہیں۔ اور اکثر ہندوؤں کے مقروض ہیں۔ اور ایک ارب کے قریب روپیہ سالانہ مسلمان ہندوؤں کو سود میں ادا کرتے ہیں۔ اور اشیاء خوردنی کی خرید میں اس کے علاوہ روپیہ ادا کرتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہے۔ کہ ہندو لوگ روز بروز دولتمند ہو رہے ہیں۔ اور مسلمان روز بروز کم ہو رہے ہیں وہ طاقتور ہو رہے ہیں۔ اور یہ کہ خود پنجاب جہاں ایک ہندو کے مقابلہ میں دو مسلمان ہیں۔ وہاں بھی ہندوؤں کے دس روپیہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کے پاس بمشکل ایک ہے۔ اور ملازمتوں میں بھی دو دو تین تین ہندوؤں کے مقابلہ میں ایک ایک مسلمان بمشکل ملتا ہے۔ پس اس حالت کو بدلنا مسلمانوں کا اہم فرض ہے۔ ہر ایک جو رسول کریم صلعم سے محبت رکھتا ہے۔ جو چاہتا ہے۔ کہ آپ کو گالیاں نہ دی جائیں۔ اس کا فرض ہے۔ کہ بجائے وحشت دکھا کر اسلام کو بدنام کرنے کے صحابہ کرام کی طرح غیرت دکھائے۔ اور دائمی قربانی سے اسلام کو طاقت دے۔ ہر ایک مسلمان کو چاہیئے۔ کہ جس طرح ہندو مسلمانوں سے چھوت کرتے ہیں۔ وہ بھی ہندوؤں سے چھوت کرے۔ اور سب کھانے کی چیزیں مسلمانوں ہی کے ہاں سے خریدے۔ اور دوسری اشیاء کیلئے بھی ممکن حد تک مسلمانوں کی دکانیں کھلوانے کے لئے کوشش کرے۔ اور ان کی امداد کا خیال رکھے بائیکاٹ کو میں ذاتی طور پر ناپسند کرتا ہوں۔ لیکن یہ بائیکاٹ نہیں بلکہ ترجیح ہے۔ اور ترجیح پر کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اس وقت ہر ایک وہ شخص جو اسلام سے محبت کا دعویٰ رکھتا ہے۔ اب غفلت کی نیند کو ترک کر کے عمل کے میدان میں آجائے گا۔ اور ہندوؤں کی تمدنی غلامی سے آزاد ہونے اور دوسروں کو آزاد کرانے کی پوری کوشش کرے گا۔ تاکہ ان لوگوں کو یہ معلوم ہو۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی غیرت مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ اور وہ آپ کی عزت کے قیام کے لئے مستقل قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر مسلمان اس کام پر آمادہ ہو جائیں گے۔ تو یقیناً وہ ہندو جو دل سے برے نہیں ہیں۔ لیکن بعض شوریدہ سر لوگوں کے شور سے ڈرے ہوئے ہیں۔ اس خطرہ کو محسوس کرینگے۔ جو تمدنی طور پر ان کے سامنے پیش ہے۔ اور وہ خود ہی ان لوگوں کو باز رکھیں گے اور حکومت کو بھی یہ احساس ہو گا۔ کہ مسلمان بھی سنجیدگی سے کسی

کام کے کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ اور محض وقتی جوش کا شکار نہیں ہونے۔ اور اس کے اغیار کے دلوں میں بھی مسلمانوں کا احترام پیدا ہو گا۔ اور وہ خیال کرینگے۔ کہ یہ ایک عقلمند قوم ہے۔ اور اپنے جوش کو دبا کر اور امن کے قیام کو اپنا اولین مقصد قرار دیکر اپنے مذہبی فوائد کی نگہداشت کرتی ہے۔ اے بھائیو میں درد مند دل سے پھر آپ کو کہتا ہوں۔ کہ بہادر وہ نہیں جو لڑ پڑتا ہے۔ جو لڑ پڑتا ہے۔ وہ بزدل ہے۔ کیونکہ وہ اپنے نفس سے دب گیا ہے۔ بہادر وہ ہے۔ جو ایک مستقل ارادہ کر لیتا ہے۔ اور جب تک اس کو پورا نہ کرے۔ اس سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ پس اسلام کی ترقی کے لئے اپنے دل میں تینوں باتوں کا عہد کر لو۔ اول یہ کہ آپ خشیت اللہ سے کام لیں گے۔ اور دین کو بے پرواہی کی نگاہ سے نہیں دیکھینگے۔ دوسرے یہ کہ آپ تبلیغ اسلام سے پوری دلچسپی لینگے۔ اور اس کام کے لئے اپنی جان اور اپنے مال کی قربانی سے دریغ نہیں کرینگے۔ اور تیسرے یہ کہ آپ مسلمانوں کی تمدنی و اقتصادی غلامی سے بچانے کے لئے پوری کوشش کرینگے۔ اور اس وقت تک بس نہیں کرینگے۔ جب تک کہ مسلمان اس کچل دینے والی غلامی سے بکلی آزاد نہ ہو جائیں۔ اور جب آپ یہ عہد کر لیں تو پھر ساتھ ہی اس کے مطابق اپنی زندگی بھی بسر کرنے لگیں۔ یہی وہ سچا اور حقیقی بدلہ ہے۔ ان گالیوں کا جو اس وقت بعض ہندو مصنفین کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی وابی کو دیجاتی ہیں۔ اور یہی وہ سچا اور حقیقی علاج ہے۔ جس سے بغیر فساد اور بد امنی پیدا کرنے کے مسلمان خود طاقت پکڑ سکتے ہیں۔ اور دوسروں کی مدد کرنے کے بل ہو سکتے ہیں۔ ورنہ اس وقت تو وہ نہ اپنے کام کے ہیں نہ دوسروں کے کام کے۔ اور وہ قوم ہے بھی کس کام کی جو اپنے سب سے پیارے رسول کی عزت کی حفاظت کے لئے حقیقی قربانی نہیں کر سکتی؟ کیا کوئی درد مند دل ہے۔ جو اس آواز کو لبیک کہکر اپنے علاقہ کی درستی کی طرف توجہ کرے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہو۔ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین ۔ والسلام ۔

خاکسار

مرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور

نوٹ:۔ میں نے ایک رسالہ "آپ اسلام اور مسلمانوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں" لکھا ہے۔ اس میں تفصیلاً وہ کام بیان کئے ہیں۔ جن کو کرنے سے اس وقت مسلمان طاقت پکڑ سکتے ہیں۔ اگر آپ چاہیں۔ تو صیغہ ترقی اسلام قادیان کے نام دو پیسے کے ٹکٹ محصول ڈاک کے لئے بھیج کر مفت منگوا سکتے ہیں۔ اور جو قیمتاً منگوانا چاہیں ان سے فی رسالہ دو پیسے علاوہ محصول ڈاک کے قیمت وصول کی جائے گی۔

حامیان شدھی کی دروغ بافیاں

باوجودیکہ اسلام کی طرح ویدک دھرم بھی اپنے ماننے والوں کو "اَنرِتم وَدْ" کی تعلیم دیکر جھوٹ اور افترا پردازی سے منع کرتا ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان دنوں تحریک شدھی کے متوالوں نے دروغ گوئی اور بہتان بندی کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی طرف سے آئے دن نت نئے فرضی اور جھوٹے افسانے تصنیف ہو کر شہرت پاتے اور مسلمانوں کی دلآزاری کا موجب ہوتے ہیں جنہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ جو بحوالہ اخبار "ابھیودے" روزنامہ تیج دہلی میں زیر عنوان "شری سیوا جی شدھی کے حامی تھے" بایں الفاظ شائع ہوا ہے۔ کہ

"سیوا جی نے اورنگ زیب کی بیٹی کو شدھ کر کے اس کے ساتھ اپنی شادی کی تھی۔ اگر یہ تحریک بدستور رہتی۔ تو ہندوستان کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا"

(تیج دہلی ۴ رمئی ۱۹۲۷ء صہ)

حالانکہ یہ ایسی جاہلانہ دروغ بافی اور بہتان بندی ہے۔ کہ جس کی ان لوگوں کے پاس کچھ بھی تو تاریخی سند نہیں۔ لیکن چونکہ یہ لوگ عام ہندوؤں کو اس جدید تحریک کا حامی اور ہمدرد بنانا چاہتے ہیں۔ اس لئے تحریک شدھی کو جائز ٹھیرانے کے لئے اس قسم کے قطعی جھوٹے قصے گھڑ گھڑ کے مشہور کئے جا رہے ہیں مگر انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مذہبی جماعت کہلا کر پھر اس قسم کی بیہودہ کارروائیاں ان کے لئے قابل شرم اور موجب ننگ ہیں؛ کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ ایک متعصب ناول نویس کی فرضی کہانی کو تاریخی واقعہ سمجھ کر عوام کو دھوکہ دیا جائے۔ اور تحریک شدھی کو کامیاب بنانے کے لئے دروغ گوئی سے قطعاً پرہیز نہ کیا جائے۔ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں۔ کہ اپنے ناپاک منصوبوں کو کامیاب بنانے کے لئے ایک متقی پرہیزگار اور پارسا شہنشاہ زادی پر اس قسم کا سفیہانہ حملہ کیا جائے۔ کیا اس قسم کی جگر خراش اور دلآزار کہانیاں ہندو مسلم اتحاد کا موجب بن سکتی ہیں؟ کیا جس قوم کے محترم ہستیوں پر اس قسم کے بیجا حملے کئے جائیں وہ ان لوگوں سے بھائی چارہ کر سکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں؛

پس اگر ہندو چاہتے ہیں۔ کہ ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہو۔ بغض و نفاق دور ہو۔ ٹوٹے دل مل جائیں۔ تو انہیں لازم ہے۔ کہ اس قسم کی شر انگیز اور مفتریانہ کارروائیوں سے اجتناب کریں۔ کیونکہ مسلمان ان لوگوں سے اتحاد نہیں کر سکتے۔ جو اس طرح بیباک ہو کر ان کے بزرگوں کے ناموں پر گندے حملے کریں۔

ممکن ہے۔ کوئی ناواقف ہندو "ابھیودے" اور تیج کے اس فرضی افسانہ کو تاریخی واقعہ ہی سمجھے۔ اس لئے ہم اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ خود ہندوؤں ہی کی تحریروں سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ یہ بیان سراسر غلط اور نرا بہتان ہے۔ پنڈت نند کمار شرما نے اپنی تصنیف "ویر کیسری شیوا جی" ہندی صفحہ ۲۳۴ میں اس فرضی کہانی کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ

"یہ بالکل گپ ہے۔ اس واقعہ کا کسی مرہٹہ بکھر (تواریخ) میں کہیں بھی تذکرہ نہیں۔ اور نہ کسی مستند فارسی تواریخ میں ہی اس کے متعلق کچھ تحریر ہے۔ اور نہ ہی سیوا جی اور اورنگ زیب کے ہمعصر برنیر، مانوچی (منوچی) اور فرئیر وغیرہ یورپین مورخوں نے اس بارہ میں کچھ لکھا ہے۔ ہاں یہ ناول نویسوں کی گھوڑے بازی ضرور ہے"

پروفیسر یدوناتھ سرکار نے بھی اپنی تصنیف "سٹڈیز ان مغل انڈیا" میں اس فرضی کہانی کی اصل حقیقت کا بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔ یعنی

"پچاس برس ہوئے۔ بھودیو مکرجی نے بنگالی زبان میں ایک ناول لکھا تھا۔ جس میں یہ دکھلایا تھا۔ کہ محب اور محبوب نے کس طرح آپس میں انگوٹھی بدلی۔ اور پھر وہ ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے۔ مگر یہ صرف فرضی اور من گھڑت کہانی کے سوا اپنے اندر اور کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اس زمانہ کی فارسی تواریخوں کو تو چھوڑیئے۔ جن میں کہ اس کے متعلق کچھ بھی ذکر نہیں۔ بلکہ سیوا جی کے وقت کے کسی مرہٹہ سوانح نگار کی تحریر میں بھی اس کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ ...... اور کسی نے بھی اس کا کوئی اور کچھ بھی حال نہیں لکھا۔ ..... کیونکہ یہ کہانی نہ صرف واقعات کے خلاف ہے بلکہ ناممکن بھی ہے" (در صفحہ ۲۳-۲۲۵)

پروفیسر یدوناتھ سرکار کے اس اقتباس کے بعد پنڈت نند کمار لکھتے ہیں۔ کہ

"در حقیقت اس قسم کی گپیں واقع نگاروں کو نہیں اڑانی چاہیئیں۔ خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان" (در صفحہ ۲۳۵)

پس جب مشہور ہندو محقق عہد ہذا اس دلآزار اور فرضی قصہ کی اصل حقیقت بتلا کر نصیحت کر چکے۔ کہ اس قسم کے من گھڑت افسانے تصنیف کر کے انہیں شہرت دینا روا نہیں۔ تو ایسی حالت میں حامیان شدھی کا اپنے پروپیگنڈا کو کامیاب بنانے اور مسلمانوں کو چڑانے کے لئے اس قسم کی باتوں کو پھر بھی دہراتے چلے جانا ثابت نہیں کرتا۔ کہ یہ لوگ نہ صرف اول درجہ کے دروغ گو افترا پرداز ہیں۔ بلکہ ہندو مسلم نفاق کا بھی یہی باعث ہیں۔ پس وہ لوگ جو خود غرض لوگوں کی اس قسم کی فرضی اور من گھڑت کہانیوں پر یقین کر کے تحریک شدھی سے ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ اصل حقیقت کو سمجھیں اور غور کریں۔ تاکہ انہیں پتہ لگے۔ کہ یہ لوگ شدھی کو جائز ٹھیرانے کے لئے کس قسم کی مزورانہ چالوں سے کام لیتے ہوئے عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں اور [illegible]

ورتمان کے مقدمہ کا فیصلہ

یہ پنڈت کالی چرن کی درخواست ہے۔ جو ہندی کی ایک کتاب "ورتمان جیون" کا مصنف ہے۔ اور جسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آگرہ نے دفعہ ۱۵۳۔ الف تعزیرات ہند کے ماتحت سزا دی ہے۔ اور سیشن جج آگرہ نے اس کی اپیل مسترد کر دی ہے۔ سزا ایک سال قید سخت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائگی جرمانہ مزید قید سخت ہے۔ فیصلہ پر نظر ثانی کی بناء یہ قرار دی گئی ہے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے استغاثہ کی شہادتوں پر جرح کا موقعہ نہ دیا۔ اور صفائی کی شہادتیں نہ لیں۔ اس لئے مقدمہ کی سماعت ضابطہ فوجداری کی دفعہ (۲۵۷) کے خلاف تھی۔ اور ایسی سماعت پر سزا صحیح نہیں۔

واقعات مقدمہ

واقعہ یہ ہے۔ کہ ستمبر ۱۹۲۶ء میں استغاثہ کی بیس شہادتیں ہو چکی ہیں۔ مقامی حکومت نے زیر دفعہ ۹۹ الف ضابطہ فوجداری ۲۷ اکتوبر کو کتاب کی ضبطی کا حکم دے دیا۔ پنڈت کالی چرن نے مقدمہ کو چھوڑ کر زیادہ آسان راستہ اختیار کیا۔ یعنی دفعہ ۹۹ ب ضابطہ فوجداری (ترمیم کردہ ایکٹ ملک ۱۹۲۶ء) عدالت عالیہ میں درخواست دے دی۔ دفعہ ۹۹ ب کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو کتاب دفعہ ۹۹ الف کے ماتحت ضبط ہو۔ اس کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہر شخص کو اجازت ہے۔ کہ وہ ضبطی کے خلاف عدالت عالیہ میں اس بنا پر درخواست دے۔ کہ ضبط شدہ کتاب میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقات میں منافرت و عداوت پیدا ہو۔ یا منافرت و عداوت کے پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

ورتمان جیون کیسی کتاب ہے

ورتمان جیون کے لغوی معنے "منتشر زندگی" کے ہیں۔ عنوان صاف ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اس میں کسی ایسے شخص کے حالات سے بحث کی گئی ہے۔ جو کہتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا۔ یا مختلف اوقات میں جس نے اچھے برے دونوں قسم کے کام کئے۔ یہ جاننے کے لئے کہ جس کتاب کا مضمون عنوان سے ظاہر ہے۔ اس کے پڑھنے سے مسلمانوں کے دلوں پر کیا اثر پڑا ہوگا۔ محض نام کتاب کے معانی کی تشریح کر دینا کافی ہے۔ نیز یہ بتا دینا کافی ہے کہ اس میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بحث ہے۔ جنہیں مسلمان انتہائی احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ درخواست گزار (کالی چرن شرما) کی درخواست پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ کی سماعت ملتوی کر دی گئی۔ دفعہ ۹۹ ب کے ماتحت جو درخواست عدالت عالیہ میں پیش کی گئی تھی۔ اس کی سماعت تین آنریبل ججوں یعنے جسٹس دلال، جسٹس لنڈ سے اور جسٹس ظفر علی نے کی۔ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ کتاب میں ایسی باتیں موجود ہیں۔ جن سے ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقات میں منافرت و عداوت پیدا ہوئی ہے۔ یا ہو سکتی ہے۔ لہذا درخواست مسترد ہو گئی۔

رنگیلا رسول کے فیصلہ سے اختلاف

جو فاضل وکیل نظر ثانی کی درخواست کے لئے پیش ہے۔ اس نے مجھے لاہور کی عدالت عالیہ کے ایک آنریبل جج کے فیصلہ کی نقل دکھائی۔ جو اس نوع کی ایک کتاب "رنگیلا رسول" کے متعلق کیا گیا تھا۔ فیصلہ شاید اس لئے میرے سامنے پیش کیا گیا۔ کہ دونوں کتابیں بظاہر ایک ہی نوع کے ہندو پروپیگنڈا کے ماتحت شائع ہوئیں۔ میں فاضل جج جسٹس کنور دلیپ سنگھ کا پورا پورا احترام ملحوظ رکھتا ہوا کہتا ہوں۔ کہ انہوں نے ملک معظم کی رعایا کے مختلف طبقات میں منافرت و عداوت پیدا کرنے والی کتاب اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے والی کتاب میں جو باریک امتیاز پیدا کیا ہے۔ میں اس کے ساتھ اتفاق کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ ذاتی طور پر میں کہتا ہوں۔ کہ میں اس کتاب پر عدالت عالیہ کے ایک فاضل جج کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے ایک قصبہ کے عام شہری کی حیثیت سے نظر ڈالتا ہوں۔ میں اپنے آپ کو ایک مسلمان کی جگہ پر رکھونگا جو اپنے پیغمبر کا احترام کرتا ہے۔ اور پھر غور کرونگا۔ کہ اس ہندو کے متعلق میرے جذبات کیا ہوں گے۔ جو میرے پیغمبر کی ہنسی اڑاتا ہے۔ اس طرح میں ایک معمولی آدمی کی حیثیت میں مصنف کی نفرت سے اس جماعت کی نفرت کا اندازہ کروں گا۔ جس کے ساتھ مصنف کا تعلق ہے۔ اور جو مصنف سے ایسی کتاب لکھانے کی محرک ہوئی ہے مجھے خفیف سا بھی شبہ نہیں۔ کہ ایسی کتاب کا لکھنا جیسی کہ اس وقت میرے زیر غور ہے۔ اور جس کے مضامین کی میں نے اس لئے تشریح نہیں کی۔ کہ تا کہ ان کی مزید اشاعت نہ ہو۔ یقیناً ہندوؤں اور مسلمانوں کے مابین منافرت و عداوت کے جذبات پیدا کریگا۔

مطبوعات کی ضبطی

صفائی کے بیانات سننے کے تکمیل کو پورا کرنے کی ضروریات تھی۔ جب کہ وہ جانتا تھا۔ کہ کسی مجسٹریٹ سشن جج یا عدالت عالیہ کے جج کو عدالت عالیہ کے تین ججوں کے فیصلہ کے خلاف فیصلہ صادر کرنے کا اختیار کیا حاصل نہیں۔ میری رائے میں اس معاملہ میں طرز عمل مقدمہ کے حالات کے مطابق مختلف صورتوں میں مختلف ہوگا۔ جب ۱۹۲۲ء میں دفعہ ۱۵۳ کے ماتحت نئے پیدا شدہ بنائی تھی۔ تو انہیں دفعہ ۹۹ الف ضابطہ فوجداری کا علم نہ تھا جو قانون مطبوعات دفعہ نمبر ۱۴ مجریہ ۱۸۹۸ء کے رو سے ترمیم پذیر ہو گئے۔ آیا کسی مجسٹریٹ کے لئے یہ ممکن تھا۔ کہ اگر عدالت عالیہ کی بینچ درخواست گزار کی۔ پہلی درخواست جو کتاب کی ضبطی کو منسوخ کرانے کے لئے تھی۔ منظور کر لیتی۔ تو وہ پنڈت کو سزا دے سکتا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ مجسٹریٹ ایسا نہ کر سکتا۔ اور جب اس کی درخواست مسترد ہو چکی ہے تو اسے اس کا خمیازہ بھگتنا چاہیئے۔

معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا۔ سوال یہ ہے۔ کہ آیا درخواست گزار کے مقدمہ کی سماعت منصفانہ ہوئی۔ میں عدالت کے فاضل جج سے اتفاق نہیں کرتا۔ کہ اس عدالت نے تین ججوں کا فیصلہ جن کے سامنے وہی مقدمہ پیش ہوا بجا نہ تھا۔ قانون شہادت کی دفعہ ۴۲ کے رو سے جو حقایق کسی اور وجہ سے بجا نہ ہوں۔ اگر کسی بجا حقیقت سے مخالفت نہیں رکھتے تو بجا ہوتے ہیں۔ اس مقدمہ کی تنقیح یہ ہے کہ آیا وہ تحریر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے ماتحت آتی ہے یا نہیں۔ اور اس کے متعلق صفائی پیش کرنا درخواست گزار کی پہلی درخواست کے استرداد کے فیصلہ کی مخالفت کرتا ہے۔ دفعہ ۴۳ کے رو سے بھی اس عدالت کا فیصلہ قابل تسلیم ہے۔ مدعی نے اس کتاب کی اشاعت اور تقسیم کا حق مانگا تھا۔ اور عدالت ہذا نے یہ حق دینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ کتاب مذکور میں ایسا مواد تھا جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان منافرت پھیلانے والا تھا۔

شہادتوں کا قلم بند ہونا

غور کرنے کی بات یہ ہے۔ کہ آیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ضابطہ فوجداری کی عام مقتضیات کے پیش نظر اس وقت ہی شہادتیں قلم بند کرتے اور درخواست گزار نے کے لئے اور اپنے ایک قریبی راستہ دفعہ ۹۹ (ب) کا تھا۔ اور دوسرا راستہ یہ تھا۔ کہ آہستہ آہستہ مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شہادتیں لیتا۔ لمبی چوڑی جرحیں ہوتیں اور صفائی کے بہت سے گواہ پیش کئے جاتے۔ درخواست گزار نے پہلا قریبی راستہ اختیار کیا۔ اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ججوں کے فیصلہ کے بعد مزید شہادتیں بند کرنے میں حق بجانب تھا۔ اس صوبے کی سب سے بڑی عدالت کے تین ججوں نے جن میں سے دو اس عدالت کے بہت دیرینہ جج ہیں۔ درخواست گزار کے خلاف فیصلہ کر دیا تھا۔ استغاثہ یا صفائی کی شہادتیں خواہ کیسی ہوتیں۔ صوبہ کی کوئی عدالت تین ججوں کے فیصلہ کے خلاف کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ لہذا میری رائے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے شہادتوں کو بجا طور پر بند کر دیا۔

سزا

جرمانہ کی سزا کافی سخت ہے۔ افسوس کہ مقامی حکومت نے سالہا اس معاملہ پر توجہ نہ کی۔ کتاب سے جو نقصان پہنچ سکتا تھا۔ وہ پہنچ گیا۔ ان حالات میں میرے خیال میں قید کی سزا میں کافی تخفیف ہونی چاہیئے۔ میں ایک سال کی قید سخت کو گھٹا کر دو ماہ قید سخت کرتا ہوں۔ لیکن جرمانہ کی سزا بصورت عدم ادائگی جرمانہ چھ ماہ قید سخت کی مزید سزا بحال رکھتا ہوں۔

ڈاکٹروں کی ضرورت

سب اسسٹنٹ سرجن اور اسسٹنٹ سرجن کی چند اسامیاں خالی ہیں۔ بہت جلد دفتر امور عامہ میں خواہشمند احباب اپنی اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ درخواست میں کسی کا نام درج نہ کریں۔ یہاں سے نام لکھا جائیگا۔ ضروری سرٹیفکیٹ کی نقل درخواست کے ہمراہ آنی چاہیئے۔

(غلام غوث ناظر امور عامہ)

تبلیغی میٹیریل کوڑیوں کے مول

احباب اس عظیم الشان رعایت کو دیکھ کر حیران ہونگے۔ اس لئے اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے۔ چونکہ خاکسار کو ایک خاص امر کی خاطر مبلغ دوصد روپیہ کی فی الفور شدید اور سخت ضرورت پیش ہے۔ قرض لے کر مصیبت میں پڑنے کی بجائے اپنی بیش بہا قیمتی کتب کو قربان کرتا ہوں۔ اس لئے احباب قدردانی فرماویں۔ دوستوں پر یہ بات مخفی نہیں ہے۔ کہ جو کتابیں میرے اہتمام سے شائع ہوتی ہیں۔ بحمد اللہ درستی صحت کے علاوہ نہایت عمدہ لکھائی چھپائی اور بائید ار کاغذ پہ چھاپی جاتی ہیں۔ اور اس پر خوبی یہ کہ ہر کتاب کی قیمت معمولی رکھی جاتی ہے۔ اور تمام کتابیں مفید اور کار آمد ہیں۔ اور میری تمام کتابیں یا تو تبلیغی مضامین میں بھرپور ہوتی ہیں۔ یا تربیت اطفال و نسوان میں لکھی جاتی ہیں۔ اور اکثر کتب متعدد بار چھپ کر اپنی خوبی میں شہرت پا چکی ہیں۔ اور اس فہرست میں بعض جدید کتب بھی شامل ہیں۔ جن کا اب تک نہ اشتہار ہی دیا گیا۔ اور نہ ریویو ہی کیا گیا۔ میرا ارادہ قطعاً بھی اس قدر غیر معمولی رعایت کرنے کا نہ تھا۔ چونکہ نصف قیمت سے مجھے بالکل بھی فائدہ نہیں۔ بلکہ اصل سے بھی کم ہے۔ لیکن ضرورت شدیدہ نے مجبوراً ایک وقت مقررہ یعنی ۳۰ ماہ جون ۱۹۲۷ء تک فہرست ہذا میں جس قدر کتب بھی درج ہیں۔ بلاکسی قسم کی پابندی کے ہر شخص جس قدر تعداد میں چاہے خرید سکتا ہے۔ قیمت ہر حالت میں نقد دست بدست ہوگی۔ یا منی آرڈر آنے پر یا بذریعہ وی پی۔ چنانچہ احباب کو بہت جلد اس رعایت سے فائدہ اٹھا کر دو قسم کا ثواب حاصل کرنا چاہئیے۔ اوّل ایک بھائی کی ضرورت میں مدد ہوں۔ دوم کتابیں قریباً مفت داموں ملیں گی۔ جن سے تبلیغ میں آسانی ہوگی۔ چاہئیے کہ بڑی بڑی انجمنیں اور وہ لوگ جو تبلیغی میٹیریل کو پورے داموں لے کر سستے داموں فروخت کرتے ہیں۔ یا مفت اشاعت کیا کرتے ہیں۔ اس طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اور بک ڈپو و دیگر کتب فروشاں کے لئے بھی اچھا موقعہ ہے۔ کیونکہ ان کے نفع کی بات ہے۔ جملہ کتب کی مجموعہ قیمت ۱۶؍ جس کے نصف صرف مبلغ آٹھ روپے تین پیسہ ہوتے ہیں۔ ایک سٹ کی کیا معمولی رقم ہے۔ جو دوست کئی سٹ خریدنا چاہیں۔ وہ اپنے قریب کے سٹیشن کا نام لکھیں۔ تاکہ روانگی خرچ میں بھی رعایت ہو جائے۔ والسلام ؞

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
اسلامی اصول کی فلاسفی	۵ر	۲ر
تقریروں کا مجموعہ	۶ر	۳ر
تقریر اور خط	۱ر	۰۱ر
لیکچر لاہور	۰۲ر	ـر
دو تقریریں	۳ر	۰۱ر
مباحثہ دہلی	۶ر	۳ر
خطبات نور ہر دو حصہ	۱عہ	۸ر
تفسیر سورۂ جمعہ	۳ر	۰۱ر
مباحثہ سرگودہا	۴ر	۲ر
صداقت اسلام	۰۱ر	ـر
مباحثہ ختم نبوت	۳ر	۰۱ر
محبت الٰہی	۶ر	۳ر
صبغۃ اللہ	۶ر	۳ر
تعلیم خاتون	۴ر	۲ر
اخلاق خاتون	۴ر	۲ر
نماز مترجم	۰۱ر	ـر
قطعات رنگین خورد کا سٹ	۸ر	۴ر
رد چکڑالوی	۵ر	۰۲ر
تردید کتاب فضل رحمانی	۳ر	۰۱ر
گلزار وید	۳ر	۰۱ر
سفینہ منارہ پنجابی منظوم	۰۱ر	ـر

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
مباحثہ آریہ سماج	۶ر	۳ر
صادقوں کی روشنی	۵ر	۰۲ر
روحانی علوم	۰۲ر	ـر
احمدی جنتری ۱۹۲۷ء	۰۲ر	ـر
" " ۱۹۲۶ء	۰۲ر	ـر
" " ۱۹۲۴ء	۲ر	۱ر
" " ۱۹۲۳ء	۲ر	۱ر
" " ۱۹۲۲ء	۲ر	۰۱ر
" " ۱۹۲۱ء	۳ر	۰۱ر
مباحثہ مصوری	۰۲ر	ـر
موعود آخر الزمان	۰۲ر	ـر
برہان الحق	۳ر	۰۱ر
بلائے دمشق	۱ر	۰ر
خمسین احادیث مترجم	۳ر	۰۱ر
خزینۃ العلوم	۶ر	۳ر
نیوگ شاستر	۴ر	۲ر
کلام حق منظوم	۱ر	۰ر
تجلیات الٰہیہ	۱ر	۰ر
نغمہ اکمل حصہ ششم	۱ر	۰ر
قادیان گائڈ	۴ر	۲ر
قطعات رنگین کلاں کا سٹ	۳ر	۰۲ر

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
درثمین اردو	۴ر	۲ر
طریق دعا	۱ر	ـر
مسلمان وہ ہے جو سب ماموروں کو مانے	۰۲ر	ـر
اردو کا قاعدہ	۱ر	ـر
عربی کا قاعدہ	۲ر	۱ر
فرائض مستورات	۱ر	ـر
دینیات کا پہلا رسالہ	۱ر	ـر
سلسلہ دینیہ نمبر ۱	۱ر	ـر
" " نمبر ۲	۰۱ر	ـر
پنج ارکان اسلام	۱ر	ـر
اربعین مترجم	۱ر	ـر
اسلامی نماز	۱ر	ـر
تبلیغی مضامین	۱ر	ـر
کلام محمود دوم حصہ	۳ر	۱ر
نغمہ اکمل مکمل پانچ حصہ	۱۲ر	۶ر
تقریر سیالکوٹ	۳ر	۰۱ر
گلدستہ احمدیہ حصہ اوّل	۳ر	۰۱ر
نور خلافت	۱ر	۰ر
تبلیغی کارڈ مختلف اقسام فی صد	۱۲ر	۶ر
ریویو مختلف پرچے	۰۲ر	۱ر
آخر الانبیاء	۱ر	ـر

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
نقشہ وفات مسیح	۱ر	ـر
نغمہ اکمل حصہ ہفتم	۱ر	ـر
ریاض النور	۴ر	۲ر
خیر البشر	ـر	۰ر
گلدستہ احمدیہ حصہ دوم	۳ر	۱ر
ترکیب جنگ	۴ر	ـر
پریم بیان ہر دو حصہ پنجابی منظوم	۵ر	۰۲ر
تشحیذ مختلف	۲ر	۱ر
ادعیۃ الرسول	۲ر	۱ر
قصہ رام دئی	۱ر	۰ر
تفسیر سورۂ اخلاص	۴ر	۲ر
تفہیم براہین پنجم	۱ر	۰ر
ہستی باری تعالیٰ	ـر	۰ر
گلدستہ احمدیہ حصہ سوم	۳ر	۱ر
شریفانہ کلک درشن	۴ر	۲ر
سفرنامہ بالتیس پنجابی منظوم	۱ر	۰ر
خلافت احمدیہ	بالکل مفت	
۲۰ اقسام کے تبلیغی ٹریکٹ		
تبلیغی خط	۰ر	ـــر
ثبوت باری تعالیٰ	۰ر	ـــر
ایک غلطی کا ازالہ	۰ر	ـــر
شیعہ کے خط کا جواب	۰ر	ـــر

نام کتب	قیمت اصل	قیمت رعایتی
روحانی تعلیم	۰ر	ـــر
ہدایات	۰ر	ـــر
مخمس	۰ر	ـــر
اصولی اختلافات	۰ر	ـــر
ہائے حسین	۰ر	ـــر
شیعہ مذہب	۰ر	ـــر
مجموعہ امین	ـر	ـــر
مسلمات ثنائی	۰ر	ـــر
حقیقی مذہب	۰ر	ـــر
ختم نبوت	۰ر	ـــر
چولا نانک صاحب	ـر	ـــر
پچیس سوالات	۰ر	ـــر
گوشت خوری	۰ر	ـــر
کرشن لیلا	۰ر	ـــر
لائف اور مشن	۰ر	ـــر
اسلام کی برکات	۰ر	ـــر

ان تمام کتب کے ملنے کا پتہ

محمد یامین مالک احمدیہ کتب خانہ

قادیان۔ دارالامان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ وار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

وصیت نمبر ۲۳۸۲

میں کریم اللہ ولد حافظ اللہ دتا قوم متعال زمیندار ساکن جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

میری موجودہ جائداد اراضی تعدادی ۵ کنال ۱۰ مرلہ قیمتی تین صد روپیہ مکان خام تعدادی دو مرلہ قیمتی تین صد روپیہ اور نقد روپیہ سٹور میں مبلغ دو سو پچیس روپے کل آٹھ سو پچیس روپے ہیں۔ لیکن میرا گذارا صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر بھی ہے جو مبلغ ۵۰ ماہوار ہیں۔ میں تا زیست ۱/۱۰ حصہ اپنی ماہوار آمد کا داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری وفات پر جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی رقم یا جائداد اپنی زندگی میں داخل کر کے یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا جائداد وصیت کردہ سے منہا کی جاوے۔ فقط والسلام۔ المرقوم یکم جون ۱۹۲۶ء

گواہ شد: عطا محمد امیر جماعت احمدیہ جہلم

العبد: کریم اللہ ولد حافظ اللہ دتا احمدی

گواہ شد: محمد سلیم [illegible] سیکرٹری انجمن احمدیہ جہلم

وصیت نمبر ۲۵۰۰

میں غلام علی ولد عزیز الدین قوم قریشی ہاشمی ساکن چھو رچک [illegible] بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک کنال زمین سکنی علاوہ دار الفضل قادیان [illegible] زمین سکنی واقعہ چھو رچک [illegible] ہے۔ جس کی کل قیمت ۔/۱۰۰ روپے ہے۔ لیکن میرا گذارا صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ [illegible] میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ یا جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر دوں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ اس وصیت پر عملدرآمد ماہ جون ۱۹۲۶ء سے ہوگا۔ المرقوم ۲۰/۶/۲۶

گواہ شد: [illegible] سیکرٹری تعلیم و تربیت

العبد: غلام علی سب اسسٹنٹ سرجن انچارج ملٹری ہسپتال بلمادی چھاؤنی۔ حال وارد سیالکوٹ

گواہ شد: مرزا احمد بیگ جمعدار انکم ٹیکس انسپکٹر سیالکوٹ

وصیت نمبر ۲۵۵۵

میں غور [illegible] ولد میاں بہادر ساکن جہلم ضلع جہلم بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

کہ میری جائداد موجودہ مبلغ آٹھ سو روپیہ ہے۔ مگر میرا گذارہ علاوہ اس جائداد کے آمد پر بھی ہے۔ میں تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ بوقت وفات میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو۔ صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک ہوگی۔ نیز جو رقومات حصہ جائداد کے طور پر وصیت کی میں خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کر کے رسید حاصل کروں۔ تو ایسی رقومات کو حصہ وصیت کردہ سے منہا کیا جاوے۔

گواہ شد: کریم اللہ مدرس مدرسہ احمدیہ جہلم العبد: نور الٰہی

گواہ شد: عبد الحلیم سیکرٹری تعلیم و تربیت جہلم

وصیت نمبر ۲۵۶۲

میں زینب بی بی زوجہ غلام نبی لوہار سکنہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی متروکہ جائداد کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

کہ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جاویگی۔ جائداد موجودہ زیور اور مہر دو صد روپیہ ہے۔ فقط والسلام

گواہ شد: غلام نبی ولد جھنڈو قوم لوہار۔ مہاجر قادیان

العبد: نشان انگوٹھا زینب زوجہ غلام نبی لوہار مورخہ ۲ جون ۱۹۲۷ء

گواہ شد: ابو عبد اللہ غلام رسول [illegible] حال دارد قادیان

وصیت نمبر [illegible]

میں عائشہ بی بی زوجہ [illegible] غلام الدین قوم [illegible] ساکن لاہور ضلع لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد یعنی حصہ مہر بصورت زیور ہے۔ المرقوم ۲۰/۳/۲۷

گواہ شد: اللہ دتا ولد حسن محمد خاوند موصیہ کشمیری احاطہ میاں چراغ الدین لاہور

العبد: نشان انگوٹھا عائشہ بی بی زوجہ اللہ دتا شیر فروش

گواہ شد: عطاء اللہ ولد محمد بخش قوم قریشی ٹیچر ایم۔ بی سکول لاہور

وصیت نمبر ۲۱۴۲

میں اکبر علی ولد محمد خاں قوم وڑائچ ساکن [illegible] ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

کہ میری چوبیس بیگہ اراضی بالتفصیل ذیل ہے۔ ۲۰ بیگہ رہن اور ۴ بیگہ بنجر اور زیر کاشت ہے۔ اور مالیتی ۲۰۰۰ روپیہ ہیں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اس وقت میری منقولہ جائداد یہ ہے۔ اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں۔ تو مذکورہ وصیت پر عمل کروں گا۔ المرقوم ۳/۷/۲۴

گواہ شد: احمد دین احمدی ساکن جبوکی

العبد: اکبر علی ولد محمد خان قوم وڑائچ

گواہ شد: امام دین ولد حسن محمد حٹ ساکن جبوکی

وصیت نمبر ۲۴۶۲

میں صغریٰ فاطمہ زوجہ سید علی اصغر شاہ قوم سید ساکن چک نمبر ۱۱۲ جنوبی ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن قادیان بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

(۳) میری موجودہ جائداد [illegible] مبلغ [illegible] زیور دو صد روپیہ ہے۔

گواہ شد: حکیم محمد [illegible] الدین انسپکٹر انجمن ہائے احمدیہ پنجاب

العبد: صغریٰ فاطمہ زوجہ سید علی اصغر شاہ چک نمبر ۱۱۲ جنوبی ضلع شاہ پور۔ ۲۰/۴/۲۶

گواہ شد: سید علی اصغر شاہ ولد سید قاسم شاہ چک نمبر ۱۱۲ جنوبی ضلع شاہ پور

ضرورت رشتہ

دو تعلیم یافتہ امور خانہ داری سے واقف صحت اچھی سیدزادیوں کے لئے نیک رشتوں کی ضرورت ہے۔ جو تعلیم یافتہ برسر روزگار اور مخلص احمدی ہوں۔ رشتے سید ہونے چاہئیں یا بصورت قریشی یا مغل خط و کتابت کے لئے پتہ

نذیر احمد چغتائی اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل۔ قادیان

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۵ مئی - ڈپٹی کمشنر لاہور نے حکم دیا ہے کہ کوئی شخص ۲ ماہ تک لاہور شہر میں اس قسم کے پوسٹر بازاروں میں چسپاں نہیں کر سکتا - جس سے منافرت پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

لاہور ۵ مئی - لاہور میں مسلمانوں کی طرف سے ہندوؤں یا ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کے بر... میں جتنے بھی پوسٹر لگے ہوئے تھے وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے حکم سے اتار دیئے گئے ہیں - ایک سب انسپکٹر اور چند کنسٹیبل اس کام پر تعینات کئے گئے ہیں۔

لاہور ۳ جون - آج جوڑ میلہ کا دن امن سے ان... گذر گیا - شہر میں جابجا پولیس تعینات کی گئی تھی - آج چونکہ جمعہ کی نماز کا بھی دن تھا - اس لئے قلعہ اور بادشاہی مسجد کے باہر پولیس اور فوج کا انتظام مسٹر ٹوبس اور سید نور حسین شاہ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کوتوالی کے زیر نگرانی نہایت مکمل تھا - قلعہ کے باہر مشین گنوں کی نمائش کی گئی تھی - مسٹر اوگلوی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لالہ نند لال ... ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ... مسٹر ٹوبس سینیئر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور دوسرے افسر دن بھر میلہ کی نگرانی کرتے رہے - شام کے وقت ... نے بھی میلہ کا معائنہ کیا - آفیسر کمانڈنگ بلوچی رجمنٹ اور تمام دیگر افسر قلعہ میں قیام کر رہے تھے - جب مسلمان نماز جمعہ سے فارغ ہو کر شاہی مسجد سے باہر نکلے تو سیڑھیوں کے سامنے جو سکھ تھے - انہوں نے ست سری اکال کا نعرہ لگایا - یہ آواز سن کر مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا - ابتداء سکھوں کی طرف سے ہوئی جس کا جواب مسلمانوں نے دیا - جب مسلمانوں اور سکھوں میں ... اور ... احتمال ہوا - تو تمام مجسٹریٹ اور دوسرے افسر فوراً موقع پر پہنچ گئے - اور معاً صورت حالات پر قابو پا لیا - اس کے بعد ... چکر لگاتی رہی - میلہ قریباً دس بجے رات کو ختم ہوا۔

دہلی ۱۱ جون - کل شام کے وقت دہلی کے ہندوؤں کا ایک وفد لالہ شری رام کی سرکردگی میں مسٹر جے . سی جانسن ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں حاضر ہوا - اور اس امر پر زور دیا - کہ خواجہ حسن نظامی کی اس تحریر کے خلاف کہ کچھ عرصہ ہوا - آریہ سماجیوں نے چند ایک خوبصورت ہندو لڑکیوں کو ایک موٹر میں بٹھا کر دہلی کے بازاروں کا گشت کرایا - جس پر "انتخاب کرو اور آریہ بن جاؤ" کا اشتہار چسپاں تھا - کارروائی عمل میں لائی جاوے - ڈپٹی کمشنر نے جواب میں کہا - کہ میں نے یہ تحریر "منادی" میں پڑھی ہے - اور میں قبل ازیں خواجہ صاحب سے مطالبہ کر چکا ہوں - کہ اس خبر کے ذرائع سے مجھے اطلاع دی جائے - مجھے توقع ہے - کہ خواجہ صاحب اس خبر کی تردید کر دیں گے - لیکن اگر خواجہ صاحب نے اس کی تردید نہ کی - یا انکی تردید ناکافی ثابت ہوئی - تو میں "منادی" کے مدیر کے خلاف ضروری کارروائی کرنے کے لئے تیار ہوں۔

۴ جون - (۱۰ بجے دن) سردار تارا سنگھ کا تار ڈیرہ غازیخان سے وصول ہوا ہے - کہ سردار کھڑک سنگھ رہا ہو گئے ہیں - اور ۸ جون کو امرتسر پہنچیں گے۔

لاہور ۳ جون - گذشتہ شب آنریبل سر شادی لال چیف جسٹس ایف . فورڈ اور جسٹس ہیریسن، عدالت عالیہ لاہور بذریعہ بمبئی میل لاہور سے عازم انگلستان ہو گئے ہیں - اور دوبارہ عدالت کھلنے پر آئندہ ستمبر کے مہینے میں واپس آ جائیں گے - آنریبل مسٹر جسٹس براڈوے جو عدالت عالیہ کے ایک جج ہیں - سر شادی لال کی عدم موجودگی میں چیف جسٹس کے فرائض انجام دینگے - جسٹس فورڈ اور جسٹس ہیریسن کی جگہ علی الترتیب مسٹر جانسن سشن جج لاہور اور مسٹر جان ... مشیر قانونی کا عارضی تقرر عمل میں آیا ہے۔

راولپنڈی ۲ جون - سردار ... سنگھ سٹی مجسٹریٹ نے آریہ ویر کیس میں فیصلہ سنا دیا ہے - اور مہاشے مہر چند ایڈیٹر آریہ ویر کو زیر دفعہ ۱۵۳ - الف تعزیرات ہند مجرم گردان کر تین سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے - جرمانہ فوراً ہی ادا کیا گیا - اور ملزم رہا کیا گیا۔

بڑودہ ۲۷ مئی - ڈاکٹر مونجے پریذیڈنٹ ہندو مہاسبھا نے ۱۴ مئی کو بابو جگت نرائن ایم - ایل - سی اور مسٹر شوداس ... ممبر میونسپل کارپوریشن کے ساتھ گجرات میں پرچار و پیگنڈا شروع کر دیا - ڈاکٹر مونجے نے سامعین کے سامنے ہندوؤں کی ... اور اس کے نتائج کی ... سنگٹھن شدھی اور اچھوت کے ادھار کی ضرورت پر زور دیا - اور بتایا - کہ سوراج کے لئے دوسری قوموں کے ساتھ ملکر کام کرنے کی جدوجہد میں ہماری سرگرمی ہندو سبھا کی تحریک کے سہ گونہ مقاصد پر منتہی ہوتی ہے۔

باریسال ۳۰ مئی - باریسال میں مجوزہ میڈیکل اسکول کے لئے جگہ کا انتخاب ہو گیا ہے - اور ۲۶ بیگہ زمین اسکول کی عمارت وغیرہ کے لئے حاصل کر لی گئی ہے۔

ناگپور ۲ جون - تمام ... گواہوں کو جنہیں بغیر لائسنس ہتھیار لے جانے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا - عدالت نے دس دس روپیہ جرمانہ یا پندرہ دن کی قید محض کا حکم سنایا - سب نے جرمانہ ادا کرنے کی بجائے جیل جانا پسند کیا۔

دہلی یکم جون - سبزی منڈی کی پولیس نے روہیلہ سرائے میں بعض اشخاص کو اس الزام میں گرفتار کیا ہے - کہ انہوں نے جعلی سکہ بنائے ہیں - پولیس کی تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے - اور مزید حالات کے رونما ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔

اطلاع ملی ہے - کہ ایک سادھو نے انبالہ شہر میں ایک دس سالہ عمر کی نابالغ لڑکی کو مبلغ دو سو روپیہ میں ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اس سے شادی کر دی - اور روپیہ لے کر چمپت ہو گیا ہے - اس کے ساتھ ایک چیلا تھا - جس کو وہ چیلی کا بھائی بتاتا تھا۔

ممالک غیر کی خبریں

معلوم ہوا ہے - سلطان ابن سعود نے تمام اہل نجد کے نام ایک شاہی فرمان صادر کیا ہے - جس کی رو سے اہل نجد کو حج کے لئے حجاز میں داخل ہوتے وقت بدیں وجہ اسلحہ لانے کی ممانعت کر دی گئی ہے - کہ مکہ مکرمہ حاجیوں اور دیگر باشندوں کے لئے امن اور سلامتی کا گھر ہے۔

طہران ۲ جون - ایران کی جدید وزارت کا آج مجلس ملیہ سے تعارف کرا دیا گیا - ارکان وزارت حسب ذیل ہیں (۱) مخبر السلطنۃ مہدی قلی خاں ہدایت (وزیر اعظم اور وزیر ...) (۲) ... علی قلی خاں انصاری (وزیر خارجہ) (۳) حسین خاں ... (وزیر داخلہ) (۴) داور (وزیر عدلیہ) (۵) تدین (وزیر معارف) (۶) سردار اسعد جعفر قلی؟ (۷) نصرت الدولہ فیروز میرزا (وزیر مالیات) ڈاکخانہ اور تار کی وزارت ابھی خالی ہے۔

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی

روبکار باجلاس جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج بہادر درجہ چہارم - ترنتارن

پریم سنگھ ولد خوشحال سنگھ ذات جٹ سکنہ پنگوڑہ تحصیل ترنتارن مدعی

بنام

اوجاگر سنگھ ولد بابل سنگھ ذات جٹ سکنہ پنگوڑہ تحصیل ترنتارن - نرائن سنگھ ولد سندر سنگھ ذات جٹ سکنہ سکھا کلاں تحصیل موگا ضلع فیروزپور — مدعا علیہم

دعویٰ ۱۵۰۱ بابت

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی نرائن سنگھ مدعا علیہ ۲ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے - اس لئے اشتہار ہذا بنام نرائن سنگھ مدعا علیہ ۲ مذکور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے - کہ اگر نرائن سنگھ ۲ مذکور تاریخ ۱۲/۷/۲۷ بمقام ترنتارن حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً نہیں کرے گا - تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی - آج بتاریخ ۳۱/۵/۲۷ کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

(منشی عبدالرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)